انوارِ عرفاں

نئے اندازِ فکر و نظر کا آئینہ دار

حمد و نعت و منقبت کا حقیقت افروز شاہکار

نیّر سلطانپوری

انوارِ عرفاں

نذرانۂ عقیدت

انوارِ الٰہیہ کی مقدس بارگاہ میں

منجانب

مدّاحِ سرورِ کائنات و اہلبیت اطہار علیہم السلام

نیّر سلطان پوری۔ ایم۔ اے (لکچرر)

قیمت : دس روپئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

محبّانِ اہلبیتؑ اطہار کے پیہم اصرار کے پیشِ نظر اپنی بے بضاعتی کے باوجود یہ مجموعۂ فضائل و مناقب **انوارِ عرفاں** کے نام سے شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔

جہاں تک میرے کلام کا تعلق ہے اس سلسلے میں صرف اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے اس بات کی بڑی کوشش کی ہے کہ فضائل اہلبیت اطہار و عقائد ایمانی کو احادیث نبوی اور آیات قرآنی کی روشنی میں اس طرح معقول استدلال کے ساتھ پیش کروں کہ جس کسی کلمہ گو کے دل میں ذرّہ بھر بھی احترام اُن ذوات مقدسہ کا ہو وہ بھی محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

'**انوارِ عرفان**' میں آپ کو مدح کا ایک پُروقار اسلوب اور فضائل کا ایک الہامی آہنگ ہر جگہ ملے گا۔ غزل کی قدیم روایات، شراب و ساقی کا ذکر، ہجر و وصال کی حکایات سے مکمل اجتناب کیا گیا ہے۔ قصائد میں بھی تمہید و تشبیب کی قدیم روایات سے احتراز برتا گیا ہے کیونکہ مقدس درباروں میں فضول باتیں کرنا میں احترامِ دربار کے منافی سمجھتا ہوں۔ مختصر یہ کہ جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا کرم اور اُنھیں ذواتِ مقدسہ کا فیض ہے ورنہ من دانم کہ من آنم۔

بندۂ ناچیز

نیّر سلطانپوری

ترتیب

صفحات

مقدس بارگاہیں

نذرانہ عقیدت کی توضیح

بارگاہِ رسالت میں

ترتیب

نذرانۂ عقیدت کی توضیح

بارگاہِ رسالت میں نذرانۂ عقیدت

صفحات

بارگاہِ اہلبیتِؑ اطہار میں

صفحات

بارگاہِ عصمت و طہارت میں

بارگاہِ بابُ العلوم و مرکزِ امامت میں

بارگاہِ شہیدِ زہرِ دغا جگر گوشۂ نبوت امام حسن علیہ السلام

بارگاہِ امامِ آخر حضرت حجت علیہ السلام

لمحۂ فکریہ

انتساب

اس ہدیۂ عقیدت کو اپنے والدین مرحومین کے ایصال ثواب کی غرض سے

حضرت حجت امام عصر علیہ السلام سے

منسوب کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

خاکِ آستانِ اہلبیتِ اطہارؑ

نیرؔ سلطانپوری

انوارِ عرفان

ناشر :- ادارۂ شمع ادب لکھنؤ روڈ سلطانپور
طابع :- اسرار کریمی پریس - الہ آباد
اشاعت :- اکتوبر ۱۹۸۵ء
طبع اوّل :- ایک ہزار

مصنف :- سیّد توکل حسین نیّر سلطانپوری - ایم - اے (لیکچرار)

کتابت :- محبوب حسین بنارسی (الہ آباد)

نیّر سلطانپوری کی
ولادت :- ۴ر اکتوبر ۱۹۰۸ء
وفات :- ۱۵ر اگست ۱۹۸۵ء

قیمت :- دس روپئے

ملنے کا پتہ :-
ادارۂ شمع ادب لکھنؤ روڈ ـــــ سلطانپور - (یو۔پی)

حمدِ باری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰

سورۂ حمد کی آواز

حمد کے لائق فقط ہے ذاتِ ربِ العٰلمیں
وہ ہے رحمٰن و رحیم اور کارسازِ یومِ دیں
کیجیے! اُس کی عبادت اور مدد بھی مانگیے
ہاں! مگر اُن کے وسیلے سے جو ہیں شمعِ یقیں

ہوشیار و باخبر اے رہروِ دینِ مبیں
وہ ہے مغضوبیں کا جادہ وہ ہے راہِ متقیں
اہلِ نعمت جس پہ ہیں وہ ہے صراطِ مستقیم
گامزن شیطاں ہے جس پر وہ ہے راہِ ضالیں

کلمۂ توحید

توحید کے کلمے کا معیار نہ بدلے گا
آئینِ شریعت کا کردار نہ بدلے گا
ہم لَا بھی کہیں گے اور اِلّا بھی کہینگے ہم
انکار نہ بدلے گا اقرار نہ بدلے گا

صدائے دشت نہ ہے اللہ اکبر کی صدا تنہا
کہو یہ بھی محمدؐ ہیں رسولِ کبریا تنہا
سبب یہ ہے کہ جُزوِ کلمۂ توحید ہیں احمدؐ
بغیر اِن کے مِلے ملتا نہیں ہرگز خدا تنہا

صلوات وسلام

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

درود کی فضیلت

تعارف حق کراتا ہے کہ یہ ہیں حق نما تنہا
محمدؐ ہی ہیں تخلیقِ جہاں کا مُدّعا تنہا
پڑھیں مومن درود اُن پر خدا خود بھی تو پڑھتا ہے
ملائک ہی فقط کہتے نہیں صَلِّ عَلیٰ تنہا

رحمتِ ہر دو جہاں ہیں بھیجئے اُن پر درود
نام بھی گر لیجئے تو لیجئے پڑھ کر درود
جب خدا شامل ہے خود ہی ایسے کارِ خیر میں
بھیجئے جی کھول کر حق کے پیمبرؐ پہ درود

بارگاہِ رسالت و مرکزِ ہدایت

ختم المرسلین رحمت اللعٰلمین سردارِ دو عالم محبوبِ کبریا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ولادت باسعادت ...... ۱۷ ربیع الاول سنہ ۵۷۱ء مطابق سنہ عام الفیل بروز جمعہ
بمقام شعب حضرت ابوطالبؑ مکہ معظمہ

اعلانِ نبوت .... بعمر ۴۰ سال ۲۷ رجب المرجب سنہ ۴۰ عام الفیل

ہجرت .... ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱ھ

معراج .... ۲۷ رجب المرجب سنہ ۴۶ عام الفیل

وفات حسرت آیات ..... سنہ ۱۱ ہجری بعمر ۶۳ سال

آرام گاہِ ابدی ...... گنبدِ خضرا - مدینہ منورہ

نعت سرورِ کائناتؐ (قطعات)

آغازِ سحر

ضربِ الااللہ سے تقدیرِ کعبہ جاگ اُٹھی
نعرۂ تکبیر سُن کر ارضِ بطحا جاگ اُٹھی
ضو فشاں کچھ یوں ہوا غارِ حرا کا آفتاب
اک کرن پڑتے ہی جیسے ساری دنیا جاگ اُٹھی

حکیمِ اُمّت

بجھتے بجھتے یک بیک شمعِ فروزاں جاگ اُٹھی
گرمیِ پیغام سے تقدیرِ انساں جاگ اُٹھی
ہیں محمدؐ مصطفیٰ گویا حکیمِ دو جہاں
ہاتھ کے رکھتے ہی جیسے نبضِ دوراں جاگ اُٹھی

پیغامِ بیداری

تیرگی میں یوں ضیائے ماہِ کامل جاگ اُٹھی
جیسے اک سوئی سی شے نزدِ رگِ دل جاگ اُٹھی
ہیں محمدؐ مصطفیٰ گویا مجسّم انقلاب
ایک ہی ٹھوکر سے ساری راہ و منزل جاگ اُٹھی

وجہِ خلقت

محمّد ایک رہبر ہے خدا کی راہ کا تنہا
ہے عرفانِ الٰہی کا یہی اِک واسطہ تنہا
مشیّت میں یہ جب گذرا کہ پہچنوائے اپنے کو
بنایا خلقتِ احمد کو اپنا مدّعا تنہا

حق کا مرتبہ

حق خدا ہے اور حقیقت ذاتِ ختم المرسلیں
حق ہے اہلِ علم و دیں کے واسطے حبل المتیں
حق جہاں نازل ہوا اُس کا تقدّس دیکھئے
ارضِ بطحےٰ کی قسم کھاتا ہے ربّ العٰلمیں

منتہائے عروج

مُسکراتی ہے مشیّت عقل کا پردہ کھُلا
افتخارِ ابنِ آدم کے لئے رستہ کھُلا
مہر و مہ نقشِ قدم ہیں کہکشاں ہے گردِ راہ
ارتقا کی منزلوں کا اک نیا جادہ کھُلا

حبیبِ کبریا

ہیں محمدؐ مصطفٰےؐ اللہ کے پیارے حبیب
جنکی چشمِ فیض سے جاگے زمانے کے نصیب
نُصرتِ خالق رہی ہردم نبیؐ کے ساتھ ساتھ
جب اُٹھے نصرٌ مِن اللہ جب چلے فتحٌ قریب

طبیبِ اُمّت

چارہ سازِ بیکساں بیمار ذہنوں کے طبیب
جو دِلوں کو پھیر دے حق کی طرف ایسے خطیب
واقعہ معراج کا جنکے تقدس پر گواہ
انتہا یہ قربِ حق کی دو کماں سے بھی قریب

روحِ کائنات

رُوح کیا ہے رُوح ہے امرِ خدا لئے دو جہاں
رُوح سے ہی چل رہا ہے زندگی کا کارواں
ہیں محمدؐ رُوحِ کُل، کونین ہے رُوحِ عمل
رُوح کا جلوہ ہے سارا جلوہ گاہِ کُن فکاں

نورِ خدا

ہے خدائے لم یزل نورِ زمین و آسماں
نور ہی کا فیض ہے یہ خلقتِ ہر دو جہاں
نور رحمت ہے نبیؐ ہیں رحمتہ اللعٰلمیں
نور ہی کے دم سے ہے ہنگامۂ کون و مکاں

ضیائے ایمانی

کھو گیا ہوں خود ہی میں یا کھو گئی ہے چاندنی
یا کہ آغوشِ فلک میں سو گئی ہے چاندنی
نورِ احمدؐ کی ضیا ہے فرش سے قوسین تک
تابشِ انوار میں گم ہو گئی ہے چاندنی

انقلابِ ذوق نے بالکل بدل دی چاندنی
ہم سے چھپ کر آج اس دنیا میں نکلی چاندنی
کس قدر ہے اشتیاقِ دیدِ محبوبِ خدا
فرش سے بامِ فلک پر جا کے پہونچی چاندنی

پردۂ اسرار میں، دولہن بنے گی چاندنی
رسمِ دنیا ہے یہی سب سے چھپے گی چاندنی
آج ختم المرسلیں ہیں عازمِ عرشِ بریں
تین دن تک آسماں ہی پر رہے گی چاندنی

نوٹ :- ۲۷ رجب شبِ معراج ہے جبکہ چاندنی نہیں ہوتی۔
حسنِ تعلیل ملاحظہ ہو۔

معراج

اے زہے فضلِ علیٰ کوئی زمیں سے گذرا
ہیں مَلک چپ کہ کوئی عرشِ بریں سے گذرا
آنِ واحد میں وہ لمحات کی بندش ٹوٹی
اِک تصور سا مرے حدِ یقیں سے گذرا

مقامِ قدس پر پہونچے حبیبِ کبریا تنہا
فقط حاجب ہے نیرؔ دو کماں کا فاصلہ تنہا
نہ جانے قسمتِ کونین کا کیا فیصلہ ہوگا
اِدھر ہے مدّعی تنہا اُدھر ہے مدّعا تنہا

زمیں چپ تھی فلک خاموش اور نامِ خدا تنہا
تھا نیرؔ بزمِ لاہوتی میں نورِ کبریا تنہا
اِدھر محبوب بندہ تھا اُدھر مانوس لہجہ تھا
خدا نے جو کہا تنہا نبیؐ نے جو سُنا تنہا

⊙

قوسین کی حد منزلِ عرفان و یقیں ہے
رازِ جبروتی کا محمدؐ ہی امیں ہے
معراجِ محمدؐ سے ہوئی بات یہ ظاہر
احمدؐ کے سوا بعد احد کوئی نہیں ہے

وہ قدس کی منزل کہ جہاں کوئی نہیں ہے
نا محرمِ راز آج بھی جبرئیلِ امیں ہے
اُس جلوہ گہِ نور میں خلوت ہے نہ جلوت
پردہ ہے کوئی اور نہ کوئی پردہ نشیں ہے

اِک مطلعِ انوار مدینے کی زمیں ہے
اُس جنّتِ ارضی کی ہر اک چیز حسیں ہے
معراج ہماری نہ ہے درِ احمدؐ مرسل
ہم خاک نشینوں کو یہی عرشِ بریں ہے

کنزِ مخفی

تکوینِ دو جہاں کا احمدؐ ہی مدعا ہے
عرفانِ مصطفیٰؐ ہی عرفانِ کبریا ہے
ذاتِ محمدیؐ ہے تشریحِ وجہِ خلقت
معنیِ کنزِ مخفی کن میں چھپا ہوا ہے

یہ مالکِ دو عالم یہ نائبِ خدا ہے
خیر الوریٰؐ کو حق نے کیا مرتبہ دیا ہے
شمس و قمر مسخر کون و مکاں مسخر
دونوں جہاں پہ پرچم اسلام کا کھُلا ہے

صورت گرِ ازل نے رنگ اپنا بھر دیا ہے
قرآں کے آئینے میں تصویرِ مصطفیٰؐ ہے
وحیِ خدا کا تابع ہر قول ہے نبیؐ کا
گویا زبانِ احمدؐ اور نطقِ کبریا ہے

عظمتِ رسولؐ

قادر ہے وہ توانا ہے وہ کردگار ہے
پیشِ خدا نبیؐ ہی کا عزّ و وقار ہے
معراج یہ بتاتی ہے عظمت رسولؐ کی
دونوں جہاں کا سب سے بڑا تاجدار ہے

اُدنُ اِلیّ کی ہے صدا جلوہ زار ہے
نیّرِ زماں مکاں ہے نہ لیل و نہار ہے
قوسین ایک فصل ہے معبود و عبد میں
محبوبِ حق اِدھر ہے اُدھر کردگار ہے

معراج کا کمالِ شرف پر مدار ہے
قوسین انتہائے حدِ اعتبار ہے
اعلان عظمتوں کا ہے معراجِ مصطفٰےؐ
فوق البشر نبیؐ ہیں یہ امر آشکار ہے

☆

(قصائد)

اِعلانِ حق

در در جبیں جھکائی احساس کمتری نے
لاکھوں خدا بنائے انساں کی بتگری نے
صدقے میں مصطفٰے کے جاگے شعور ذہنی
دھوکے دئے تھے ورنہ ہر نقشِ آذری نے
پیدا کیا دلوں میں احساس اشرفیت
منزل بلند کردی تیری پیمبری نے
آئے جو سر اٹھا کر اُٹھے وہ سر جھکا کر
کلمے پڑھا دئے ہیں خُلقِ پیمبری نے
اسلام تیرا ایسا آئینِ حق نما ہے
کھائی شکست جس سے ہر رسمِ ستمگری نے

نُصرت خدا کی ہر دم تیری جلُو میں حاضر
تجھ سے پناہ مانگی شاہوں کی خود سَری نے

مغرب میں ڈوب کر پھر حُکم نبیؐ سے پلٹا
اُلٹا سفر کیا ہے خورشیدِ خاوری نے

یا ایّھا المزّمل ، یا ایھُّا المدثر
کیا کیا لقب دیئے ہیں اخلاصِ داوری نے

نیّرؔ نہ کیوں ہو نازاں رندانہ جُرأتوں پہ
پہونچا دیا کہاں تک زورِ سخنوری نے

کردارِ رسالت

معتّرف کردار احمدؐ کا جوان و پیر ہے
جو زباں سے کہدیا تقدیر کی تحریر ہے

جو دلوں کو جیت لے وہ صاحبِ خلقِ عظیم
مصطفٰےؐ کی ہر نظر تدبیرِ شمشیر ہے

حُسنِ یقیں

آستانِ مصطفےٰؐ پا جائے گر حُسنِ یقیں
نقشِ سجدہ بن کے رہ جائے وہیں اپنی جبیں
کارگاہِ لامکاں کا ہے وہ نقشِ اوّلیں
نور سے جسکے چمک اٹھی تھی آدم کی جبیں
جس کے قدموں کی بدولت یہ مدینے کا شرف
ارضِ طیبہ کی قسم کھاتا ہے ربّ العٰلمیں
پست گیتی بن گئی رشکِ نجوم و آفتاب
نقشِ پائے مصطفےٰؐ سے جگمگا اٹھی زمیں
جسطرف وہ چل پڑے بنتی گئی راہِ حیات
جس کا ہر نقشِ قدم ہے مشعلِ علم ویقیں
ڈھل گیا جسکی اداؤں میں مشیّت کا مزاج
عزم مستحکم کا جس کے نام ہے فتحِ مُبیں

صنعتِ خلّاقِ عالم کا مثالی شاہکار
جس طرح ظاہر حسیں ہے ویسے ہی باطن حسیں

حلقۂ چشمِ مروّت منزلِ صبر و رضا
روئے روشن کی صباحت جیسے صبحِ اوّلیں

وہ تدیّن جس پہ نازاں ہے بشر کا اقتدار
وہ امیں جسنے کیا جبرئیل کو روحُ الامیں

جو لسان اللہ ہے جسکی زباں ہے وحیِ حق
جسکے لب کے منتظر احکام ربّ العٰلمیں

چشمِ باطن سے ذرا شانِ شبِ معراج دیکھ
ہیں محمّد عرش پر یا آسماں پر ہے زمیں

ہیں محمّدؐ مصطفٰے اخلق و کرم کے شاہکار
دشمنوں کے دل بھی جس نے کر لئے زیرِ نگیں

رحمتِ عالم کا دامن جب ہے تیرے ہاتھ میں
نیّر خوش فکر آخر اس قدر ہے کیوں حزیں

پیامِ ہوش

بدلا پیامِ ہوش نے سارا نظامِ زندگی
خواجہ نے سیکھی بندگی بندوں نے سیکھی خواجگی

احساس نے کروٹ جو لی ہاتھوں سے ساغر گر پڑے
اہلِ خرد نے دیکھ لی بنت العنب کی بیوگی

پھیلی جہانِ کفر میں نورِ محمد کی ضیا
حق کو ملی تابندگی باطل نے پائی تیرگی

پیغمبرِ اسلام کی ہر اک نظر تھی بُت شکن
سارے جہاں نے دیکھ لی اصنام کی بیچارگی

اسلام نے جب کر دیا غیرِ خدا سے منحرف
اک در پہ آکر جھک گئی ہر شوق کی وارفتگی

اخلاق پر رکھی گئی مہر و محبت کی بنا
پابندیوں نے ختم کی ہر شوق کی وارفتگی

ذہنِ فسردہ کو ملی وہ طاقتِ نشو و نما
ہر دل نے پائی تازگی ہر فکر نے بالیدگی
علم و عمل کو مل گئی حسنِ شرافت کی سَند
لعل و گہر میں تُل گئی انساں کی بے مائگی
کی رہبری احمدؐ نے نیّرؔ ایسے نازک دور میں
ایک منزل پر تھی جب دیوانگی فرزانگی

منزلِ معراج

منزلِ معراجِ احمدؐ منزلِ توقیر ہے
واں حجابِ قدس بھی اک پردۂ تنویر ہے
ہے زباں اُدنُ اِلَیَّ اک صدائے بے صدا
واں خموشی میں بھی پنہاں لذتِ تقریر ہے

کس طرح سمجھائیں کیا ہے نور کیا تنویر ہے
نور کی ہر موج پائے فکر میں زنجیر ہے
نیّرؔ اب چھوڑا زباں کا ساتھ بھی الفاظ نے
رُعبِ حسنِ داوری خود مانعِ تقریر ہے

ہادیِ برحق

اصولِ امنِ عالم پہ بنا رکھی شریعت کی
گرہ کھولی کدورت کی گرہ باندھی اخوت کی
بھری محفل میں چھیڑی بحث آدم کے فضیلت کی
جھکانی ہی پڑی باطل کو پیشانی ندامت کی
ضیائے حق سے باطل ہو گئی ظلمت جہالت کی
دماغ و دل بدل ڈالے نبیؐ نے وہ قیادت کی
پیامِ حق کی احمدؐ نے بہر صورت اشاعت کی
کبھی چھپ کر حمایت کی کبھی کھُل کر حفاظت کی
توہم کے اندھیروں میں گھری تھی فکرِ انسانی
ہوئی تکبیر سے روشن فضا کفر و ضلالت کی
پلٹ کر مہرِ تاباں نے اطاعت کا شرف پایا
قمر نے بھی گواہی دی ترے شانِ جلالت کی

نظر جس دل پہ پڑتی تھی گھر اپنا کرکے اٹھتی تھی
ترے ناوک نے ہر اک صید پر چشم عنایت کی

جہاں رکتے تھے رک جاتی تھی گردش چرخ دوراں کی
جدھر مڑتے تھے مڑ جاتی تھیں نظریں بھی مشیت کی

جدھر گذرے اُدھر مہکیں مدینے کی ہر اک گلیاں
جہاں بیٹھے وہیں برسیں گھٹائیں ابر رحمت کی

حد قوسین تک لاکر پیمبر کو شب اسریٰ
دکھا دی آخری منزل بھی انساں کے فضیلت کی

کہاں مدحت ہو ممکن ذہن انسانی سے اے نیر
علیؑ سے پاک طینت کی نبیؐ سے پاک سیرت کی

ذہنی بلندی

مرتبہ انسان کا انسان کو سمجھا دیا
کفر کی تاریکیوں میں نور حق دکھلا دیا

ہے بڑا احسان نیر صاحب معراج کا
یہ دماغ ابن آدم عرش پر پہونچا دیا

انوارِ سبحانی

نظر جلوہ طرازِ حق زباں آیاتِ قرآنی
محمدؐ درحقیقت ہیں سراپا رازِ یزدانی
محمدؐ فخرِ آدم مظہرِ انوارِ سُبحانی
اندھیرا دور کرتی ہے ضیائے رُخ کی تابانی
یہ اعجازِ صداقت ہے کہ دنیا نے پڑھا کلمہ
محمدؐ تیرے آگے ہو گئے پتھر کے دل پانی
خودی بدلی خدا بدلا نگاہِ حق نگر بدلی
عرب کے میگساروں کو دیا وہ جامِ عرفانی
بڑھا دی گرمیِ محفل حیاتِ نَو کے جلووں نے
جبینِ وقت پہ چمکی ضیائے نورِ ایمانی

ہٹا کر ذہن کی راہوں سے رنگ و نسل کی بندش
زمیں سے عرش پر پہونچا دیا معیار انسانی

جبینِ ابنِ آدم کو وہ بخشا ذوقِ خود داری
جھکا دی ایک ہی در پر زمانے بھر کی پیشانی

زمانہ فخر کرتا ہے ترے کردار عالی پر
تری تعلیم سے سیکھی ہے دنیا نے جہانبانی

کہاں پہونچو گے اے نیرؔ کمالاتِ محمدؐ تک
اِدھر اسرارِ یزدانی اُدھر اسرارِ یزدانی

مُصلحِ اعظم

دل کے آئینے میں حرفِ اسلام کی تصویر ہے
ہر گھڑی پیشِ نظر اک قوم کی تعمیر ہے

ہے زبانِ پاک احمدؐ منزلِ وحیِ خدا
گفتگوئے مختصر تفسیر در تفسیر ہے

شبِ معراج

اوجِ بشریت کی معراج وہ منزل ہے
سمجھے تو بہت آساں سمجھے نہ تو مشکل ہے
اللہ کی نصرت جب ہر حال میں شامل ہے
ہر کام محمدؐ کا غارت گرِ باطل ہے
ہیں شمس و قمر گرداں ادنےٰ سے اشارے پر
اندازِ محمدؐ میں اعجاز بھی شامل ہے
چاہیں تو حجر بولیں کہدیں تو شجر ڈولیں
تائیدِ خداوندی ہر حکم کو حاصل ہے
آنکھوں میں جمالِ حق اور دل میں خیالِ حق
افکار، وہ آئینہ جو حق کے مقابل ہے
رفتار مشیت ہیں، گفتار حقیقت ہیں
کردار، وہ آیت جو قرآن کا حاصل ہے

نبیؐ جو ولیِ حق، داماد وصیِ حق
گھر وہ جو خدا رکھے تطہیر کی منزل ہے
معراج میں رفعت بھی، اللہ سے قربت بھی
قوسین جسے کہئے وہ اِک حدِ فاصل ہے
اِس سمت محمدؐ ہیں اُس سمت جمالِ حق
آئینہ بہر صورت صورت کے مقابل ہے
تسکین کے لئے چلئے طیبہ کی طرف نیّرؔ
ہر موجِ نفس جیسے وارفتۂ ساحل ہے

سبطِ رسولؐ

وہ نواسہ جسکی شہرت آج عالم گیر ہے
اپنے نانا مصطفےٰ کی ہو بہو تصویر ہے
آج بھی زندہ ہے وہ کارِ نمایاں کر گیا
ہر طرف اسلام میں شبیرؑ ہی شبیرؑ ہے

سردارِ دو عالم

احمدؐ کے لئے زیبا ہے نورِ خدا کہنا
سایہ ہی نہ ہو جس میں اُس جسم کا کیا کہنا

اللہ کا آوردہ، بندوں کا نمائندہ
سردارِ دو عالم کے اعزاز کا کیا کہنا

توحید مقدم کی، اقرارِ نبوت پر
ورنہ بہت آساں تھا بندے کو خدا کہنا

بخشی ہے محمدؐ نے دنیا کو حیاتِ نو
زیبا ہے پھر ایسے کو اعجاز نما کہنا

ذہنِ بشریت پر اصنام ہی غالب تھے
سیکھا ہے محمدؐ سے دنیا نے خدا کہنا

مرنے کا طریقہ بھی جینے کا سلیقہ بھی
تعلیمِ پیمبرؐ کا اللہ رے کیا کہنا

افلاک کے پردوں سے دم بھر میں گذر جانا
یہ حسنِ لطافت ہے اِس حسن کا کیا کہنا

حامل ہے حقیقت کا محرم ہے مشیت کا
ہے حدِ ادب نیرؔ اب اسکے سوا کہنا

نورِ نبیؐ

کفر کی ظلمت چھنٹی باطل ہراساں ہو گیا
مطلعِ انسانیت پھر سے درخشاں ہو گیا

نورِ احمدؐ سے دو عالم میں چراغاں ہو گیا
مقصدِ تکوین پنہاں تھا نمایاں ہو گیا

دیکھ کر نورِ نبیؐ یاد آئی آدم کی جبیں
دل ہی دل میں اپنے شیطاں بھی پشیماں ہو گیا

وہ محمدؐ جو کہ آیا لے کے آئینِ حیات
یوں دیا درسِ عمل انساں بھی انساں ہو گیا

اہلِ عالم دیکھ لیں اعجازِ چشمِ حق نگر
جس طرف ڈالی نظر کافر مسلماں ہو گیا

جس کے لبہائے مبارک ترجمانِ وحیِ حق
جسکا سینہ منزلِ آیاتِ قرآں ہو گیا

جس طرف بھی چل پڑے کرتے ہوئے اعلانِ حق
کفر کے میدان سے باطل گریزاں ہو گیا
لب کشا جب بھی ہوئے دکھائے ایماں کھل گئے
جس جگہ بیٹھے وہ صحرا بھی گلستاں ہو گیا
بارگاہِ قدس تک پہونچا زہے عزّ و شرف
قربِ حق ایسا ملا محبوبِ یزداں ہو گیا
کھل گیا اُس کے لئے بابِ علومِ دینِ حق
جسکو حاصل ہادیِ دوراں کا عرفاں ہو گیا
مصطفےٰؐ کو یہ شرف بھی دیدیا اللہ نے
گود کا پالا ہوا شاہِ شہیداں ہو گیا
کی محمّدؐ کے وصی نے بھی جہاد اس شان سے
اُس مجاہد کا لقب ہی شاہِ مرداں ہو گیا
وہ اذاں ہو یا تشہّد ہر عبادت میں شریک
وہ محمّدؐ ذکر جس کا عینِ ایمان ہو گیا
نام تو نیّر تھا لیکن یہ چمک ہرگز نہ تھی
مدحِ اہلبیتؐ سے نیّر درخشاں ہو گیا

بارگاہِ اہلبیت اطہارؑ ۔ مُحافظِ شریعت

اہلبیتِ اطہارؑ

پاتے ہی حکمِ خُدا فوراً پیمبرؐ آ گئے
فاطمہ زہراؑ، علیؑ، شبیرؑ و شبرؑ آ گئے
آیۂ تطہیر کہتی ہے کہ یہ ہیں اہلبیتؑ
پنجتن کے نام سے جو زیرِ چادر آ گئے

مؔ

○

ہیں نبیؐ کے زور بازو، دیں کے حامی اہلبیتؑ
آیۂ حق کی ہیں تصویرِ مثالی اہلبیتؑ
کیوں نہ ہو اُن سے تمسک میں فلاحِ آخرت
ناخدا جس کا خدا ہے وہ ہیں کشتی اہلبیتؑ

عرشِ اعظم ہے زمیں پر بارگاہِ اہلبیتؑ
خاک کو اکسیر کرتی ہے نگاہِ اہلبیتؑ
جس کو قرآں نے بتایا ہے صراطِ مستقیم
درحقیقت وہ ہے نیرؔ شاہراہ اہلبیت

مصطفٰےؐ معجز نما ہیں معجزہ ہیں اہلبیتؑ
رازِ حق ختمِ رُسل، راز آشنا ہیں اہلبیتؑ
یاد تو ہوں گی فلک کی آسیہ جُنبانیاں
افتخارِ دو جہاں کی انتہا ہیں اہلبیتؑ

○

عظمتِ ختم رُسل ہے عزّ و شانِ اہلبیتؑ
ہے خدا قرآں میں اکثر مدح خوانِ اہلبیتؑ
بے ملک اس گھر میں داخل بے اجازت کیا مجال
آستانِ مصطفےٰؐ ہے آستانِ اہلبیتؑ

کیا بتائیں کتنا افضل ہے مقامِ اہلبیتؑ
احترامِ مصطفےٰؐ ہے احترامِ اہلبیتؑ
زندگی ہے اک نمونہ سیرتِ اسلام کا
ڈھل گئی حق کی رضا میں صبح و شامِ اہلبیتؑ

صرف قرآں لیکے بھٹکوگے بغیر اہلبیتؑ
امرِ حق ہرگز نہ سمجھوگے بغیرِ اہلبیتؑ
لازم و ملزوم دونوں ہیں بقولِ مصطفےٰؐ
تا لبِ کوثر نہ پہونچوگے بغیرِ اہلبیتؑ

قرآن اور اہلبیت

اُس خدائے ہر زباں کی اِک زباں یہ بھی تو ہے
اپنے سینے میں لئے رازِ نہاں یہ بھی تو ہے
ایک دن خلوت میں پوچھو تو کلام اللہ سے
مدحِ اہلبیتؑ میں رطبُ اللّساں یہ بھی تو ہے

قرآن ناطق

غواص نہ ہو جب تک موتی وہ نہ رُودے گا
ساکت ہے اگر محرم وہ راز نہ کھولے گا
قرآں کی زبانیں ہیں پانچ اہلِ کِسا نیرّ
بن اپنی زباں پائے قرآن نہ بولے گا

شرف اہلبیت

فیصلہ خود کیجئے ساری حقیقت دیکھ کر
قولِ مُرسل دیکھکر قرآں کی آیت دیکھ کر
سوچیئے پھر اہلبیتؑ پاک کا کیا ہے شرف
سَر خود ہی جھک جائیگا وزنِ فضیلت دیکھ کر

چشم پوشی

خط ہاتھ میں ہے لیکن تحریر نہیں دیکھی
قرآن پڑھا لیکن تفسیر نہیں دیکھی
ارشادِ محمّدؐ کو یا ہم نے غلط سمجھا
یا آلِ محمّدؐ کی توقیر نہیں دیکھی

کورِ باطن

آنکھیں ہی بتاتی ہیں پتھر ہے کہ گوہر ہے
کیا آلِ ابوسفیاں کیا آلِ پیمبرؐ ہے
جو کور ہے باطن کا وہ فرق نہ سمجھے گا
اندھے کیلئے نیّر دن رات برابر ہے

○

حق بات سدا کہنا ہر حال میں بہتر ہے
کون ایسا نواسہ ہے جو سبطِ پیمبرؐ ہے
کمزور عقیدے کو ایمان سے کیا نسبت
بُت کو بھی خدا کہدیں حالانکہ وہ پتھر ہے

ذوی القربیٰ

ہر فردِ محمدؐ کا قرآن کی صورت ہے
یہ دولتِ ایماں ہی صرف اُن کی بدولت ہے
اُس محسنِ اعظم کے یہ ہی ہیں ذوی القربیٰ
جو اجرِ رسالت ہے وہ اُن کی مودّت ہے

امامت

حقا کہ امامت بھی اک جزوِ رسالت ہے
ایماں کی اشاعت میں دونوں کی ضرورت ہے
غزواتِ محمدؐ میں جس غزوے کو بھی دیکھیں
تلوار خدا کی ہے اور دستِ امامت ہے

کشتیِ نوحؑ

کیسے نہ کہیں ہیں جو عینِ حقیقت ہے
اللہ کا فرماں ہے اور قولِ رسالت ہے
احمدؐ کے ذوی القربیٰ اک نوحؑ کی کشتی ہیں
بیٹھو تو نجات اس میں چھوڑو تو مصیبت ہے

جبر و اختیار

بیٹھے بیٹھے مرے دل نے اِک دن کہا
کیا ضرورت کہ بھیجے گئے انبیا
جب کہ قادر ہے ہر چیز پہ کبریا
آسماں ہی سے آئی نہ کیوں یہ صدا
میں خدا ہوں خدا خود کو بندہ کہو
میرا کلمہ پڑھو میرا سجدہ کرو

ورنہ سرتابیِ حکم کی ہے سزا
سب کو اُلٹا ہی لٹکائے گا کبریا
کون تھا پھر جو ہوتا نہ وہ جبّہ سا
سب یہ کہتے کہ بیشک تو ہی ہے خدا
دوستو! اُس کے غیظ و غضب سے ڈرو
اُس کا کلمہ پڑھو اُس کا سجدہ کرو

مشعلِ عقل دے کر خدا نے کہا
جبر ہے دینِ حق میں بہت ناروا
میں نے بھیجے ہیں اس واسطے انبیا
نوعِ انساں کو سمجھائیں کیا ہے خدا
وہ بتائیں گے دنیا میں کیا کیا کرو
کیسے کلمہ پڑھو کیسے سجدہ کرو

میں نے پیدا کئے سب یہ ارض و سما
نوعِ انساں کا میں ہی ہوں ربِ علا
میں ہوں خود ابتدا میں ہوں خود انتہا
ابنِ آدم کو میں نے مشرف کیا
مجھ کو سمجھو خدا خود کو بندہ کہو
میرا کلمہ پڑھو میرا سجدہ کرو

سر پہ آدم کے تاجِ خلافت رکھا
حکمِ سجدہ فرشتوں کو میں نے دیا
سب نے آدم کو اس وقت سجدہ کیا
صرف شیطٰن نے کی اس میں چوں و چرا
حکم میں نے دیا اس کو باہر کرو
اس پہ لعنت کرو اس سے بچ کر رہو

ابنِ آدم کو بہکائے گا یہ صدا
یہ دبا دیگا دنیا میں حق کا گلا
اُن کو تکلیف دے گا جو ہیں اتقیا
مردِ مومن کا دشمن ہے یہ برملا
یہ کہے گا خدا سے بغاوت کرو
انبیا کی نہ ہرگز اطاعت کرو

پھر تو بھیجے گئے انبیا اوصیا
ختمِ رسل پہ ہوا سلسلہ
لے کے آیا وہ پیغامِ دینِ ہُدیٰ
ذوالعشیرہ کی دعوت میں اُس نے کہا
میں جو کہتا ہوں وہ صدقِ دل سے سنو
رب کا کلمہ پڑھو مردِ مومن بنو

بزم حیرت زدہ تھی کہ کیا کہہ دیا
مسکرایا کوئی، کوئی ناخوش ہوا
تھے علیؑ ہی کہ جس نے یہ اُٹھ کر کہا
ہیں بلا شک محمد رسولِ خدا
ہے خدا ایک یہ صدقِ دل سے سنو
اُس کا کلمہ پڑھو مردِ مومن بنو

جب علیؑ کو نبیؐ نے وصی کہہ دیا
چل پڑا پھر تو غزوات کا سلسلہ
یہ مسلماں ہوا وہ مسلماں ہوا
قافلہ دین کا روز بڑھتا گیا

کہہ رہے تھے نبیؐ میری طاعت کرو
بُت پرستی کی رسمِ کہن چھوڑ دو

کافروں سے نہ اسلام دیکھا گیا
سب نے قتلِ نبیؐ کا کیا فیصلہ
آکے جبریلؑ نے راز یہ کہہ دیا
تب علیؑ سے یہ بولے حبیبِ خدا

میرے بستر پہ اس رات تم سو رہو
حکم ہے مجھ کو مکّہ سے ہجرت کرو

جب مدینے میں پہونچے رسُولِ خدا
چھڑ گیا پھر تو غزوات کا سلسلہ
سر پہ سہرا علیؑ کے بندھا فتح کا
کبریا نے دیا تمغۂ لافتا

مرتبہ جو علیؑ کا ہے وہ جان لو
دست دبازو نبیؐ کے ہیں پہچان لو

کھل گیا ہر طرف پرچم اسلام کا
پھر اُخوت کے رشتے میں مومن بندھا
اور اللہ و اکبر کی گونجی صدا
اہلِ ایماں سے اکثر نبیؐ نے کہا
فاطمہؑ سیّدہ ہیں یہ دل سے سُنو
میں بھی تعظیم کرتا ہوں تم بھی کرو

ہیں حُسینؑ اور حَسنؑ سیّد الاتقیا
دو کے دونوں معظّم ہیں پیشِ خدا
اُن سے الفت کی حق سے ملے گی جزا
اور عداوت کی اللہ دے گا سزا
یہ بتائیں گے دنیا میں کیا کیا کرو
حق کی خاطر جیو، حق کی خاطر مرو

حجِ آخر سے پلٹے حبیب خُدا
قافلہ خُمؑ کے میداں میں رُکا گیا
بعدِ حمدِ الٰہی نبیؐ نے کہا
تکمیلہ حق کو منظور ہے دین کا
اب علیؑ کو مرے بعد مولا کہو
یہ وصی ہیں مرے اِنکی طاعت کرو

اہلبیتِ مطہر کا یہ مرتبہ
جو خدا کی رضا ہے وہ اِن کی رضا
یہ مجسّم ہیں توقیرِ دینِ خدا
کشتیِ نوحؑ اِن کو نبیؐ نے کہا
ہے نجات اِس میں کشتی میں بیٹھے رہو
اور غرقاب ہونے سے ڈرتے رہو

پہلے سمجھو پیمبر نے جو کچھ کہا
دینِ حق میں نہیں جبر کا شائبہ
ہم کو خالق نے مختارِ کُل کر دیا
ذمّہ دار ہے بشر اپنے اعمال کا
مردِ مومن ہو یا منافق ہو
چاہے فاجر ہو چاہے فاسق ہو

سورۂ حمد پڑھ کر جو مانگی دُعا
جادۂ حق پہ چودہ ملے رہنما
کوئی شمس الضحیٰ کوئی بدر الدجیٰ
میرے دل نے یہ نیّر کیا فیصلہ
اہلبیتِ نبیؐ سے مودّت کرو
یہ اُولی الامر ہیں انکی طاعت کرو

بارگاہِ عصمت وطہارت

بنتِ خیر الانام پیغمبرِ اسلام سیدۃ نساء العٰلمین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

ولادت باسعادت ....۲۰ ر جمادی الثانی ۸ سنہ قبل ہجرت

وفاتِ حسرت آیات ......۳ ر جمادی الثانی ۱۱ سنہ ھ

آرام گاہِ ابدی .... جنت البقیع

سیّدۂ عالم

دخترِ ختمِ رُسل مالکۂ روزِ حساب
تیری چوکھٹ پہ بجا لاتے ہیں قُدسی آداب
سر سے جس روز سرک جائے ردائے زہراؑ
مہرِ تاباں بھی نہ اُلٹے کبھی چہرے سے نقاب

جس کے بچوں نے کیا باغِ شریعت شاداب
جسکا ممکن نہیں تاریخِ نبوّت میں جواب
جس کو خالق نے دیا اُمِّ ائمہؑ کا شرف
عینِ ایماں ہے اگر اُس کو کہیں اُمِّ کتاب

ذاتِ اقدس ہمہ تن رحمتِ ربُّ الارباب
جس کے اعمال نے تعمیر کیۓ راہِ ثواب
خود محمّد کریں تعظیم زہے عزّ و شرف
ایسی تعظیم کا ملتا نہیں عالم میں جواب

سیّدۂ نساء العلمین

سرنامۂ سجود و عبادت ہیں فاطمہؑ
حقا کہ اک نمونۂ طاعت ہیں فاطمہؑ
وابستہ انکی ذات سے گیارہ امام ہیں
رازآشنائے رازِ امامت ہیں فاطمہؑ

سرتاقدم مُرقعِ عظمت ہیں فاطمہؑ
دیں کی جبیں پہ نورِ صداقت ہیں فاطمہؑ
قول و عمل میں باپ کے کردار کی جھلک
آئینۂ جمالِ رسالت ہیں فاطمہؑ

○

پردہ کشائے روئے شریعت ہیں فاطمہؑ
ہر دم شریکِ کارِ رسالت ہیں فاطمہؑ
قد ہے کہ خود رسولؐ بھی تعظیم کرتے تھے
گویا کہ منتہائے فضیلت ہیں فاطمہؑ

دولت ہے دین، دین کی دولت ہیں فاطمہؑ
ختمِ رسلؐ کے گھر کی بضاعت ہیں فاطمہؑ
اُمّت کی عورتوں کے لئے مشعلِ عمل
پردے میں رہ کے شمعِ ہدایت ہیں فاطمہؑ

سچ تو یہ ہے جناں کی بشارت ہیں فاطمہؑ
خوشنودیِ خدا کی ضمانت ہیں فاطمہؑ
جس پہ یہ مہرباں ہیں نبیؐ بھی ہیں مہرباں
ختمِ رسلؐ کی چشمِ عنایت ہیں فاطمہؑ

معصومۂ کونین

ہیں نبیؐ کے سلسلے کی سیّدہ پہلی کڑی
خود حبیبِ کبریا تعظیم کرتے تھے بڑی
جب خدا نے کر دیا رشتہ علیؑ سے منسلک
زیورِ عصمت بنی گیارہ امامت کی لڑی

عظمتِ سیّدہؑ

قول و عمل نبیؐ کا سُنّت نہیں تو کیا ہے
سنّت کو کہنا بدعت، بدعت نہیں تو کیا ہے
کرتے تھے جب محمّدؐ تعظیم فاطمہؑ کی
تعظیم فاطمہؑ پھر سنّت نہیں تو کیا ہے

٭

نوری پیکر

نورؑ ہے آغوش میں اِک نور کا پیکر لئے
ذرّہ ذرّہ ہے مدینے کا مہ و اختر لئے
کم نہ ہوگی حشر تک تاجِ نبوّت کی ضیا
ہے صدفِ عصمت کا نیّر یازدہ گوہر لئے

بنتِ رسولؐ

آج ہے معصومیت قرآن کا پیکر لئے
حاملِ وحیِ خدا ہیں سورۂ کوثر لئے
دی خدا نے خود بشارت کثرتِ اولاد کی
سیّدہ آئیں جوابِ طعنۂ ابتر لئے

○

یوں حبیبِ کبریا ہیں بنتِ نیک اختر لئے
مسکراتے ہیں مگر افکار کا محشر لئے
گود میں بیٹی، نظر مستقبلِ اسلام پر
عالمِ اصغر ہیں اِک عالمِ اکبر لئے

خاتونِ جنّت

فاطمہؑ ہیں باپ کے کردار کا پیکر لئے
رہبریِ عالمِ نسواں کا اِک جوہر لئے
سرورِ دیں نے کیا بیٹی کا ایسا احترام
دین نے خاتونِ جنّت کے قدم بڑھ کر لئے

○

بیت الشرف

رموزِ علمِ قُرآنی سمجھنا ہے تو خود سمجھو
ہر اک نا فہم انساں کو یہ سمجھائے نہیں جاتے
ستارے تک درِ زہراؑ پہ کرتے ہیں جبیں سائی
ملائک گھر یہ خود آتے ہیں بُلوائے نہیں جاتے

قصائد

انوارِ عصمت

نورِ عصمت سے ہے گھر ختمِ رُسُلؐ کا روشن
زیرِ دامانِ خدیجہؓ ہے چراغِ ایمن
روئے اطہر سے عیاں سورۂ وَالفجر کی ضو
ہُو بہُو سورۂ مریم ہے حیا کی چتون
تیری تکوین میں شامل ہے رسالت کی ضیا
تجھ سے چھَن چھَن کے نکلتی ہے امامت کی کرن
حامِلِ وحیِ الٰہی کا ہمہ وقت نزول
کم نہیں صحنِ حرم سے ترے گھر کا آنگن
تو نبوّت کی امیں کارِ نبوت میں معیں
تجھ سے چھوٹا نہ کبھی ختمِ رسُلؐ کا دامن
تو رضائے احدی کی وہ مقدس پیکر
جسکی صورت سے عیاں زہد وعبادت کی تھکن

تیری خوشنودی ہے خوشنودیِ داور کی سند
بَل مشیت کی جبیں کا ترے ماتھے کی شکن
عورتوں کے لئے کردار ترا درسِ عمل
جادۂ حق ہے ترے نقشِ قدم سے روشن
سامنے تیرے سمٰوٰت کی جُھکتی ہے جبیں
ناصیہ سا تری چوکھٹ پہ ہے نجم روشن
بِضعۃٌ مِنّی سے ہے تیری فضیلت ظاہر
مدح خواں ترا خدا بھی ہے بہ طرزِ احسن
لب کشا ہو تو برسنے لگیں عرفاں کے گُہر
سینۂ پاک ترا علمِ خدا کا مخزن
حق نے بخشے تجھے دو صبر و رضا کے گوہر
تیری آغوش کے پروردہ حُسینؑ اور حسنؑ
تو ہے آیاتِ الٰہی کی وہ زندہ تصویر
نبضِ اسلام کی جاں ہے ترے دل کی دھڑکن
تیری دلجوئی کی طالب تھی رسالت کی نظر
تیری خواہش پہ سدا رحمتِ حق سایہ فگن
تو رہی کارِ رسالت میں دل وجاں سے شریک
قابلِ مدح ہے انجامِ فرائض کی لگن

خانہ داری کی مہم ذکرِ الٰہی کا شغف
خدمت دینِ محمدؐ میں ہمہ وقت مگن

دشمنی جس نے بھی کی تجھ سے وہ ہے دشمنِ دیں
دشمنِ دینِ پیمبرؐ ہے خدا کا دشمن

دونوں اشرف ہیں وہ جو مولدِ زہرؑا کہ علیؑ
ایک ہے بیتِ خدا ایک نبیؐ کا مسکن

تیرے انوار سے روشن ہے بقیع کا میداں
ہو کے مسمار بھی باقی ہے نشانِ مدفن

زندگی کربِ مسلسل تھی تجھے بعد نبیؐ
بات کرنے میں تھکن سانس کے لینے میں گھٹن

اب قلم روک لے اے نیرؔ مغموم و حزیں
اشک بنکر نہ ٹپک جائے ترا رنگِ سخن

صدیقۂ کونین

دلِ ولائے فاطمہؑ سے یوں منوّر ہو گیا
میرا سینہ مطلعِ خورشید خاور ہو گیا

مسکنِ ختمِ رسالت، مہبطِ رُوح الامیں
آستانِ فاطمہؑ جنّت زمیں پر ہو گیا

ہے مکیں کے مرتبے ہی سے مکاں کو بھی شرف
فاطمہؑ کے گھر کا دَر مسجد کے اندر ہو گیا

ماں وہ جسنے کی تھی تصدیقِ رسالت میں پہل
شوہر ایسا تھا کہ جو نفسِ پیمبرؐ ہو گیا

بن گئی جس کی مودّت اہلِ ایماں کی سند
ہے وہ کافر اُس کی جو طاعت سے باہر ہو گیا

جسکی آغوشِ مبارک کا یہ فیضِ تربیت
بچّہ بچّہ بڑھ کے تصویرِ پیمبرؐ ہو گیا

ہے ترے افکار میں فکرِ محمدؐ کی جھلک
ذکر تیرا شاملِ ذکرِ پیمبرؐ ہو گیا

پرورشِ ختمِ رسلؐ نے کی کچھ ایسی شان سے
گوشِ عصمت میں ترا کردار گوہر ہو گیا
رُعبِ ایماں سے زمانے کی نگاہیں جھک گئیں
پردۂ عصمت حجابِ روئے انور ہو گیا
سُرمۂ چشمِ عقیدت تیری خاکِ آستاں
تیری چوکھٹ جس نے چھو لی وہ ابوذرؓ ہو گیا
آیۂ تطہیر ہو وہ یا کہ ذکرِ مائدہ
مدح خواں ترا خدا قرآن میں اکثر ہو گیا
رحمتِ خلاقِ عالم تیری خوشنودی کا نام
جس نے ایذا دی تجھے کافر سے بدتر ہو گیا
تیری تسلیم و رضا کا یہ صلہ حق نے دیا
گود کا پالا شفیعِ روزِ محشر ہو گیا
جس کے دو فرزند دونوں سیدِ اہلِ جناں
جس کا شوہر وہ کہ جو ساقیِ کوثر ہو گیا
مدحتِ صدیقۂ کونین کا دیکھو شرف
ذرۂ ناچیز یوں چمکا کہ نیّر ہو گیا

جانِ نبوّت

اے سیّدۂ عالم تو جانِ نبوّت ہے
عصمت پہ ترے قائم بنیادِ امامت ہے
حقا کہ تری ہستی اِک جزوِ رسالت ہے
ہاتھوں میں ترے صنفِ نازک کی قیادت ہے
انوار کے پردے ہیں اور بیچ میں عصمت ہے
اِک سمت امامت ہے اِک سمت رسالت ہے
نازاں ہیں پیمبر بھی احساسِ فرائض پر
اسلام کی خدمت میں تکلیف بھی راحت ہے
تطہیر کے پردے میں ہے مدح سرا خالق
چادرِ سرِ زہرا کی قرآن کی آیت ہے
ہے باپ رسولِ حق شوہر ہے وصیِ حق
ایسے بھی فضیلت ہے ویسے بھی فضیلت ہے
فضہ سے تعاون ہو یا آسیہ جنبانی
ہر بات تری آیت ہر کام ہدایت ہے
معیار ہے ایماں کا اک تیری مودّت پر
اور تجھ سے عداوت ہی اعلانِ بغاوت ہے
نیّر بھی اُسی در پہ اب ناصیہ فرسا ہے
تعظیم میں خم جس کی محراب عبادت ہے

بارگاہِ باب العلوم و مرکزِ امامت
مولائے کائنات وصی مصطفٰےؐ حضرت علیِ مرتضیٰ علیہ السلام

ولادت باسعادت	۱۳ رجب المرجب سنہ ۳۰ عام الفیل
شہادت	۲۱ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ
آرام گاہِ ابدی	نجف اشرف (عراق)

مولودِ کعبہ

پنج کہا وارث آ گئے گھر کے
غیر کعبے میں جو بھی ہو سر کے
لب کھلے تو ترے جدارِ حرم
کفر ٹوٹا خدا کر کے

اے زہے تیرہ رجب تقدیرِ مکّہ جاگ اٹھی
شور سے حسنِ علیؑ کے ارضِ بطحیٰ جاگ اٹھی
وہ بڑھیں بنتِ اسد اللہ کے گھر کی طرف
یا علیؑ کہتی ہوئی دیوارِ کعبہ جاگ اٹھی

جم گئے کعبے میں ابراہیم کے پتھر سے قدم
قبضۂ اصنام کی باتیں ہوئیں سب کالعدم
ہو امامت کو مبارک معجزوں کی ابتدا
کل قمر شق ہوگا نیّرؔ آج دیوارِ حرم

آمدِ حیدرؑ

یہ بتوں کی جیرہ دستی کفر کی یہ شد و مد
گھر کسی کا اور قابض کون اللہ الصمد
آئیں وہ بنتِ اسدؑ نورِ براہیمی لئے
کہہ اٹھی دیوارِ کعبہ قُل ھو اللہ واحد

عظمتِ کعبہ

کوئی کس طرح کہے عرش سے کم ہے کعبہ
یا علیؑ آپ کے صدقے میں حرم ہے کعبہ
اب بھی جھکتی ہے اسی سمت جبینِ عالم
کرّمَ اللہ ترا نقشِ قدم ہے کعبہ

علیؑ کی عظمت

ہے محمدؐ کو علیؑ سے کتنی قربت کھل گیا
کس طرح ہوتی ہے دل سے دل کو راحت کھل گیا
بند تھیں آنکھیں لئے پلکوں میں شوقِ دیدِ حق
کھول دیں آنکھیں تو آغوشِ رسالت کھل گیا

○

جانشینِ مصطفےٰ کی کیا ہے عظمت کھل گیا
کل کرے گا کون امت کی قیادت کھل گیا
شق ہوئی دیوارِ کعبہ آئیں جب بنتِ اسدؑ
بند تھا بابِ حرم بابِ امامت کھل گیا

علیؑ کا علم

علیؑ کا علم کیا ہے ایک بحرِ بیکراں وہ ہے
علیؑ کا قول کیا قرآں کی تفسیر و بیاں وہ ہے
علیؑ سے پوچھئے چل کر رموزِ علمِ قرآنی
وہ کعبے میں ہوا پیدا خدا کا رازداں وہ ہے

○

علیؑ کی قدر جو سمجھے نبیؐ کا رتبہ داں وہ ہے
قسم کعبے کی کھاتا ہوں امامِ دو جہاں وہ ہے
جبینِ شوق رکھ دیجئے درِ علمِ نبوت پر
فرشتے سر جھکاتے ہیں جہاں یہ آستاں وہ ہے

مرکزِ ایمان

ظلمتِ کونین میں شمعِ فروزاں ہیں علیؑ
حق سے یوں نزدیک ہیں گویا رگِ جاں ہیں علیؑ
وسطِ عالم میں بنا رکھی ہے ابراہیمؑ نے
کعبہ ہے مومن کا دل، اور دل میں ایماں ہیں علیؑ

مولائے کائنات

آسمانِ زُہد پر روشن ستارہ ہیں علیؑ
سب سے بہتر سب سے افضل سب سے اعلیٰ ہیں علیؑ
آیۂ تبلیغ نے آخر صاف یہ بھی کہہ دیا
جس کے مولا ہیں محمدؐ اس کے مولا ہیں علیؑ

تصویرِ رسالت

وہ سفر ہو یا حضر شیدا نبیؐ کے ہیں علیؑ
جاں سپر ہر گام پر تنہا نبیؐ کے ہیں علیؑ
دیکھتے ہو ہر طرف کیا عکسِ جسمِ مصطفےٰؐ
نور میں سایہ کہاں سایہ نبیؐ کے ہیں علیؑ

نورِ نبیؐ

نور کیا ہے نور ہے نورِ صفاتِ ایزدی
جس کا مظہر ہے جہاں میں صرف اِک ذاتِ نبیؐ
دیکھنا ہے گر نبیؐ کو دیکھئے سوئے علیؑ
یہ وہ آئینہ ہے جس سے نورِ حق ہے منجلی

نورِ ایماں

آسمانِ لاالٰہ پر ماہِ تاباں ہیں علیؑ
جس پہ نازاں ہے خدا ایسے مسلماں ہیں علیؑ
تیرگی میں کیوں بھٹکئے روشنی میں آیئے
آفتابِ دینِ محمدؐ نورِ ایماں ہیں علیؑ

بابِ عرفاں

احمدؐ مرسل ہیں قرآں علمِ قرآں ہیں علیؑ
ہیں ملائک جس کے خادم ایسے انساں ہیں علیؑ
علم کی دنیا میں آنا ہے تو دَر سے آیئے
شہرِ عرفاں ہیں محمدؐ بابِ عرفاں ہیں علیؑ

علیؑ کا شرف

ہیں مشیت اور نبوت دونوں شیدائے علیؑ
ورنہ وہ مہرِ رسالت اور کہاں پائے علیؑ
ذوالعشیرہ میں بھی آگے اور نمایاں خم میں بھی
دینے والا چاہتا ہے ہر شرف پائے علیؑ

تقدّس کی یکرنگی

فرق صرف اتنا ہے نیّر اِک نبیؐ ہے اِک وصی
خلقتاً جو ایک ہو اُس میں کہاں رنگِ دوئی
غور سے سُننے شبِ ہجرت نے کیا اچھا کہا
اوڑھ لیں چادر تو احمدؐ جب نہ اوڑھیں تو علیؑ

نفسِ مطمئن

جنگِ خندق دیکھئے یا جنگِ خیبر دیکھئے
یا شبِ ہجرت کا وہ پُر ہول منظر دیکھئے
ہے علیؑ کا نفس جیسے اِک تراشیدہ نگیں
ایک ہی تو رُخ ہے جس رُخ پہ لا کر دیکھئے

بارانِ نور

بھینی بھینی بوئے گُل اور ہلکی ہلکی چاندنی
کیف سے لبریز ہے تیرہ رجب کی چاندنی
جلوۂ نورِ امامت، جلوۂ ماہِ تمام
صحنِ عالم میں ہے نیّرؔ آج دوہری چاندنی

○

اہلِ عالم دیکھ لیں ہم میکشوں کی چاندنی
ہے نیا ساقی، نیا ساغر، نرالی چاندنی
نورِ ایماں کے مقابل کیا تمھیں ہوگا فروغ
اے بتو بس ہو چکی اب چار دن کی چاندنی

○

یہ مناظر روح پرور، یہ روپہلی چاندنی
ساقیا ہے آج کی شب امتیازی چاندنی
اے سپہرِ ہاشمی اللہ رے تیرا فروغ
ماہ پہلا برج پہلا اور پہلی چاندنی

○

ماہِ کامل نے لٹا دی اپنی ساری چاندنی
آج ہر ذرّے سے نیّرؔ پھوٹ نکلی چاندنی
آئیں وہ عصمت کی حامل فاطمہ بنتِ اسد
شق ہوئی دیوارِ کعبہ مسکرا دی چاندنی

باطل شکن

آئی وہ بنتِ اسد پھوٹی کرن انوار کی
کھل گئی تقدیر بیت اللہ کے دیوار کی
کلمۂ توحید کے آگے ہے باطل سرنگوں
سامنے ہیں منزلیں اقرار کی انکار کی

○

ختم رونق ہو گئی اصنام کے بازار کی
قیمتیں گرنے لگیں اب قشقہ و زنار کی
اب کہاں رکنے کا نیزہ انقلابِ حق نما
ہے نظر کعبے کی جانب وقت کے رفتار کی

○

آج بارش ہو رہی ہے ہر طرف انوار کی
چاندنی کعبے میں پھیلی حیدرِ کرار کی
دوشِ احمدؐ پر علیؑ، پائے نبوت پر صنم
بات اونچی کر دی حق نے احمدِ مختار کی

○

خُفتہ ذہنوں میں تصوّر کی کرن بیدار کی
حق پرستی کی علیؑ نے اِک فضا تیار کی
کمسنی میں کرکے تصدیقِ رسالت میں پہل
ذہنِ ناہموار میں، اِک راہِ نو ہموار کی

○

دشمنانِ دیں سے جس نے عمر بھر پیکار کی
مُردہ دل افراد میں، روحِ عمل بیدار کی
وہ علیؑ جس نے کہ باطل کی زبانیں بند کیں
بات جس نے کاٹ دی تلوار سے تلوار کی

معراجِ علیؑ

فخر کی بات اگر کل نہ ہوئی آج ہوئی
ذاتِ حیدر کی کمالات کی سرتاج ہوئی
کس کو بخشے ہیں خدا نے یہ مقاماتِ بلند
دوش پر صاحبِ معراج کے معراج ہوئی

نورِ حق

نورِ حق صحنِ حرم میں آج جلوہ گر ہوا
کفر لرزاں ہے کہ پیدا فاتحِ خیبر ہوا
آرزو بر آگئی آخر خلیل اللہ کی
بت کدہ ٹوٹا خدا کا گھر خدا کا گھر ہوا

بند تھا بابِ حرم دیوار میں اک در ہوا
کیا بتائیں کیوں ہوا، کیسے ہوا، کیونکر ہوا
منکرِ اعجازِ حق دیوارِ کعبہ ہی نہ دیکھ
معجزہ شق القمر کا اس سے بھی بڑھ کر ہوا

سامنے جس دم رسولِ خالقِ اکبر ہوا
کھل گئیں آنکھیں جو وا آغوشِ پیغمبر ہوا
بعد مدت کے ملا اک قطرۂ نیسانِ نور
آج کعبے کا صدف بھی صاحبِ گوہر ہوا

فتحِ مُبیں

فاتحِ بدر و اُحد اور خندق و خیبر ہوا
انقلابِ نَو بہ نَو کی رُوحِ کُل حیدرؔ ہوا
خانۂ حق سے ہوئی فتحِ مُبیں کی ابتدا
کفر کا پہلا قلعہ کعبے کے اندر سر ہوا

وہ شرف پایا علی نے کم نظر ششدر ہوا
صاحبِ سیف و عَلَم اور دین کا سرور ہوا
رفتہ رفتہ جب چمک اٹھا شعورِ آگہی
بڑھ کے مولودِ حرم دامادِ پیغمبر ہوا

ہوگا جو بہتر ہی ہوگا جو ہوا بہتر ہوا
دوشِ احمدؐ پر علیؑ اعلیٰ سے اعلیٰ تر ہوا
چومتی تھی پائے حیدرؔ منزلِ علم و یقیں
ہر جگہ کارِ امامت کارِ پیغمبر ہوا

عاشقِ داور

جب کبھی رطب اللساں وہ بر سرِ ممبر ہوا
ایک مومن کیا منافق بھی ثنا گستر ہوا
ہو عبادت یا سخاوت یا شجاعت یا جہاد
ذکر اسکے فضل کا قرآن میں اکثر ہوا

نور، دو حصّوں میں بٹ کر یوں ضیا گستر ہوا
ایک سورج بنکے چمکا اک مہِ انور ہوا
علم و عرفاں کے صدف میں دو گہر دو رنگ کے
ایک محبوبِ خدا اک عاشقِ داور ہوا

سربلند عالم میں نیّرِ دینِ پیغمبر ہوا
غرقِ دریائے فنا ہر مرحب، و عنتر ہوا
لگ گئے ہر سمت، کردارِ علیؑ کے آئینہ
جسنے اُس میں خود کو دیکھا مالکِ اشتر ہوا

تقدیرِ کعبہ

بندۂ خاص پہ یہ حق کی عنایت، دیکھو
اپنے گھر آنے کی خود دیتا ہے دعوت دیکھو
وہ بڑھیں بنتِ اسد وا ہوئی آغوشِ حرم
آنِ واحد میں کھُلی کعبے کی قسمت دیکھو

ہے بڑا کارِ اہم کارِ نبوت دیکھو
حق یہ ہے ہوتی ہے یوں حق کی حفاظت دیکھو
دل کو کس طرح سے خطروں میں بھی ملتا ہے سکوں
دیکھنا ہے تو علی کو شبِ ہجرت دیکھو

چشمِ دل کھول کے منشائے رسالت دیکھو
دوشِ سرکارِ دو عالم پہ امامت دیکھو
توڑا کس شان سے ہر بُت کی خدائی کا طلسم
پائے حیدر ہے کہاں مُہرِ نبوت دیکھو

○

چاہیئے غور سے حیدرؑ کی فضیلت دیکھو
چشمِ حق بیں سے ذرا قولِ رسالت دیکھو
ایک ضربت ہے گراں طاعتِ کونین تلک
جنگِ خندق میں یہ معیارِ عبادت دیکھو

دین کے آغاز کی انجام سے نسبت دیکھو
منصبِ خاص کی ہر جا یہ اشاعت دیکھو
خُم کے مَیدان میں کبھی، دوشِ پیمبرؐ پہ کبھی
حق بلند ہوتا ہے معراجِ امامت دیکھو

حق کو سمجھو تو علیؑ کی بھی حقیقت دیکھو
یعنی ہستی و عدم دونوں میں وحدت دیکھو
مسجدِ کوفہ ہے مشہَد تو حرم ہے مولَد
مہد سے لحد تک اللہ سے قُربت دیکھو

سابق الایماں

خدا کا حکم اعلان نبوت کر دیا تنہا
مگر گنبد سے ٹکرا کر پلٹ آئی صدا تنہا
تھا بزمِ ذوالعشیرہ میں علیؑ سا ایک کمسن بھی
اٹھا تائید میں فوراً وہ طفلِ باوفا تنہا

نبیؐ خیر البشر بھی ہیں نبیؐ خیر الوریٰ تنہا
نبیؐ شمس الضحیٰ ہیں اور علیؑ بدر الدجیٰ تنہا
قمر کسبِ ضیا کرتا ہے جیسے مہرِ تاباں سے
علیؑ میں کھنچ کے آیا ہے جمالِ مصطفےٰ تنہا

شرف بخشا محمدؐ نے بحکم کبریا تنہا
ہر اک موقع پہ سائے کی طرح حیدرؑ رہا تنہا
شبِ ہجرت، شبِ معراج جس منزل پہ بھی دیکھو
نبیؐ کے بسترِ راحت پہ ہیں شیرِ خدا تنہا

مولائے کائنات

علیؑ کعبے میں یوں بنکر رضائے کردگار آئے
صدف میں جیسے گوہر آئے یا دل میں قرار آئے
علیؑ کی صلح، صلحِ حق، علیؑ کی جنگ، جنگِ حق
علیؑ سا ہو نہیں سکتا کوئی بن کر ہزار آئے

علیؑ کی ذات وہ جس پر کہ ایماں کو قرار آئے
فضیلت کی سند دینے کو وحیِ کردگار آئے
علیؑ مہرِ رسالتؐ پر علیؑ دستِ پیمبرؐ پر
علیؑ بنکر شبِ ہجرت مجسّم اعتبار آئے

علیؑ اکبرؑ جو میداں میں برائے کارزار آئے
یہ تھا ایمانِ مستحکم زرہ تن سے اتار آئے
اُحد ہو، بدر ہو، صِفّین ہو، خندق کہ خیبر ہو
ضرورت یا، ہر بار آئی علیؑ بھی بار بار آئے

○

کوئی دشمن سے دشمن بھی جو زیرِ اختیار آئے
کبھی حرکت میں پھر ہرگز نہ تیغِ آبدار آئے
مُخل ہو کارِ دیں میں نفس تو ہٹ جائیں سینے سے
گوارا اُس کو کرلیں جو بھی امرِ ناگوار آئے

مقابل میں علیؑ کے کیسے کوئی نابکار آئے
علیؑ کے دشمنوں کو جنگ کیسے سازگار آئے
علیؑ کی ایک ضربت طاعتِ ثقلین پر بھاری
علیؑ وہ جسکی خاطر آسماں سے ذوالفقار آئے

بڑے معجز بیاں آئے بڑے معجز نگار آئے
سمندِ کبر و نخوت پر وہ جتنے تھے سوار آئے
نبیؐ کی بزمِ عرفاں میں علیؑ کی بزمِ ایماں میں
وہ عقل و ہوش کھو بیٹھے جو بنکر ہوشیار آئے

تصویرِ شریعت

علیؑ کا ہر نفَس اک موج ہے بحرِ حقیقت کی
علیؑ ہیں بولتی تصویرِ آئینِ شریعت کی
.برائے احمدؐ مرسل، بجائے احمدؐ مرسل
.علیؑ کی زندگی ہے زندگی ختمِ رسالت کی

○

جہاد

جہدِ بقا کے واسطے لازم ہوا جہاد
کفّار سے رسُولؐ کو کرنا پڑا جہاد
حکمِ خُدا یہ تھا کہ منافق سے بھی لڑو
بعدِ نبیؐ علیؑ نے یہ پورا کیا جہاد

سردارِ اولیا

علیؑ ہیں سرخیلِ اوصیا بھی علیؑ ہیں سردارِ اولیا بھی
علیؑ ملک بھی علیؑ بشر بھی، علیؑ بشر کے ہیں ماسوا بھی

علیؑ گئے ہیں جدھر جدھر بھی گیا ہے حق انکے پیچھے پیچھے
علیؑ مجسّم ہیں رحمتِ حق، علیؑ ہیں حق بھی حق آشنا بھی

علیؑ سکونِ دلِ نبیؐ ہیں، علیؑ بنائے فروغِ دیں ہیں
علیؑ ہیں دستِ خدائے برحق، علیؑ ہیں بازوئے مصطفٰےؐ بھی

علیؑ کو اپنا وصی بنا کر حفاظتِ دیں کا کام سونپا
غدیرِ خم میں بڑا اہم تھا نبیؐ کا اعلانِ حق نما بھی

منافقوں نے ہزار چاہا کہ نقشِ ایماں مٹا کے چھوڑیں
علیؑ تھے لیکن محافظِ دیں، اسی سے دینِ خدا بچا بھی

علیؑ مکمل ہیں دین و ایماں، علیؑ ہمہ تن ہیں علمِ قرآں
علیؑ ہیں دریائے بیکراں بھی علیؑ ہیں کشتی کے ناخدا بھی

علیؑ نے تلوار جب اٹھائی تو حفظِ دیں کے لئے اٹھائی
علیؑ ہیں خندق میں شیرِ یزداں، علیؑ ہیں خیبر میں لافتا بھی
کرن حرا سے جو پہلے پھوٹی علیؑ کے سینے پہ پہلے چمکی
علیؑ ہیں عکسِ جمالِ احمدؐ علیؑ میں ہے نورِ کبریا بھی
یہاں تو نیرؔ وہی ہے مومن کہ جس کے دل میں ہو حُبِّ احمدؐ
نظر میں ہو جلوۂ نجف بھی جگر میں ہو سوزِ کربلا بھی

آمدِ حیدرؑ

لئے مختارِ کُل کچھ اختیاراتِ اہم آیا
مبارک ہو محمدؐ کو علیؑ سا خوش قدم آیا
نیا در کیا کھلا تقدیر کعبہ کھل گئی نیرؔ
خلیل اللہ کے بھی اب ذرا کچھ دم میں دم آیا

خدا خود کیسے آتا اُس نے اپنا اک ولی بھیجا
بڑا مخصوص منصب تھا بہت خاص آدمی بھیجا
طہارت خانۂ کعبہ کی تھی وہ مقصدِ اعلےٰ
علی وہ بھی ہے اپنے نام کا اسنے علیؑ بھیجا

نقشِ اعتبار

وہ علیؑ مرتضےٰ اسرارِ حق کا رازدار
دِل میں کعبے کے دَر آیا بن کے نقشِ اعتبار
ہیں علی مرتضیٰؑ وہ عابدِ شب زندہ دار
جس کی میزانِ عبادت ہے رضائے کردگار
دفترِ مدحت پہ جس کے آیۂ بلّغ کی مُہر
جس کو دخترؔ دی نبیؐ نے اور خدا نے ذوالفقار
وہ علیؑ ذاتِ مقدس جس کی تھی عکسِ رسولؐ
حُسنِ کردار و عمل کی آیتیں آئینہ دار
دیں کی تصویر یہ حَسیں، ظاہر حَسیں، باطن حَسیں
ہیں علیؑ ایمانِ کامل کے مثالی شاہکار
ہر نفس جس کا تھا وقفِ خدمتِ دینِ خدا
نفس جس نے بیچ کر لے لی رضائے کردگار

مصطفیٰؐ ہیں شہرِ علم اور مرتضیٰؑ ہیں بابِ علم
جس کو بھی مشکل پڑی وہ در پہ آیا بار بار
جو بھی چاہو پوچھ لو دعویٰ بتاتا ہے یہی
ہیں علیؑ مرتضیٰ علمِ نبیؐ کے ورثہ دار
جو کبھی لایا نہ خاطر میں غرورِ کجکلاہ
ٹھوکروں میں جسکی غلطاں تھا وقارِ تاجدار
تھے ابھی آغوشِ مادر میں مگر آنکھیں تھیں بند
جسکی چشمِ حق نگر کو تھا نبیؐ کا انتظار
مسکن و ملجا علیؑ کا خانۂ خیر الوریٰ
مولد و مشہد علیؑ کا خانۂ پروردگار
ڈھا دیئے زورِ علیؑ نے کفر و بدعت کے محل
ہے علیؑ کے دم سے قائم دینِ احمدؐ کا وقار
نیّرِ گوشہ نشیں کی کج کلاہی پر نہ جا
مدحتِ مولا علیؑ ہے باعثِ عزّ و وقار

قبلہ نُما

آج مولودِ حرم پر کبریا کو ناز ہے
تہنیت خواں ہے مُلک عرشِ عُلا کو ناز ہے
ہیں علیؑ کعبے کے اندر جیسے دِل میں مدّعا
مدّعائے دل پہ خیر الانبیا کو ناز ہے
بن گیا مولد علیؑ کا سجدہ گاہِ عاشقاں
ایسے قبلہ ساز پر قبلہ نما کو ناز ہے
پوچھئے کعبے سے چل کر عظمتِ شیرِ الٰہ
دَر بتائے گا کہ حیدر پر خدا کو ناز ہے
عظمتیں پھیلیں تو قرآن اور سمٹیں تو علیؑ
ہیں علیؑ وہ معجزہ جس پر خدا کو ناز ہے
دی رسولؐ اللہ نے ایمان کامل کی سَنَد
جسکی سرداری پہ سارے اولیا کو ناز ہے
ہے علیؑ کی زندگی آئینہ خیرالعمل
تابشِ کردار پہ خیرالوریٰ کو ناز ہے

جگمگاتا ہے ابھی تک نقشِ پائے بوترابؑ
ہادیِ اسلام پر راہِ ہدیٰ کو ناز ہے
اپنے دامن میں لئے پھرتی ہے خاکِ آستاں
بوئے گُلؑ کو فخر ہے بادِ صبا کو ناز ہے
لا الٰہ کہہ کر گرائے بُت کہ کعبہ صاف ہو
ہیں علیؑ وہ بت شکن جس پر خدا کو ناز ہے
جسکے چہرے پر نظر کرنا عبادت بن گیا
عابد ایسا جس پہ زُہد و اتقا کو ناز ہے
نرغۂ اعدا ہے اور ہجرت کی وہ پُرہول شب
اِس وفاداری پہ خیرالانبیا کو ناز ہے
ہوگیا ہر غزوہ سَر جب بھی اُٹھائی ذوالفقار
قوّتِ بازو پہ شاہِ لافتا کو ناز ہے
مسجدِ کوفہ ہے مشہد اور مولِد ہے حرم
ابتدا ایسی کہ جس پہ انتہا کو ناز ہے
جس زمیں پر دفن ہے نیرِّ وقارِ اسلام کا
اُس زمیں پہ آج بھی اہلِ ولا کو ناز ہے

فکر و نظر

صلح و جنگِ مرتضیٰؑ اسلام کی تقدیر ہے
تابعِ حکمِ خدا حیدرؑ کی ہر تدبیر ہے
سینۂ اقدس علیؑ کا مخزنِ رازِ الٰہ
گفتگو وہ جو کلام اللہ کی تفسیر ہے
فیصلے ایسے جو ہیں در القضایا کی نظیر
جس کی دنیائے عدالت میں بڑی توقیر ہے
کرتی ہے فکر و نظر رازِ دو عالم آشکار
علم و عرفاں کا سمندر جسکی ہر تحریر ہے
ہو عبادت یا سخاوت یا شجاعت یا جہاد
مختلف شکلیں ہیں لیکن ایک ہی تصویر ہے
ہے علیؑ کی ذات جیسے اک تراشیدہ نگیں
دیکھئے جس رُخ پہ لاکر ایک ہی تنویر ہے
جس کو نیرؔ کہتے ہیں دیں میں صراطِ مستقیم
وہ محبانِ علیؑ کے پاؤں کی زنجیر ہے

آمدِ حیدرؑ

اللہ نے گھر دے کے آج آمدِ حیدرؑ میں
اک باب نیا کھولا ایمان کے دفتر میں
ہر سورۂ قرآنی ہے صورتِ حیدرؑ میں
آج حق ہے اَلَم نشرح آغوشِ پیمبرؐ میں
اندازِ شجاعت میں بھی شانِ عبادت ہے
کونین کی طاعت ہے اک ضربتِ حیدرؑ میں
سہرا تھا علیؑ کے سَر غزوات محمدؐ کا
اسلام کی نُصرت کی ہر خندق و خیبر میں
اُس مردِ مجاہد کو کیا ڈر شبِ ہجرت سے
مَرنا تھا جسے جینا خوشنودی داور میں
تصدیقِ رسالت سے طفلی ہی میں حیدرؑ نے
اک رُوحِ عمل پھونکی اسلام کے پیکر میں
رکھتی ہے امامت پر بنیاد رسالت کی
ہے باب یہی اوّل ایمان کے دفتر میں
جب ذکرِ علیؑ نیرؔ خود عینِ عبادت ہے
خوشنودی داور ہے مدّاحیِ حیدرؑ میں

ساقیِ کوثر

دِل کے اندر موجزن تسنیم و کوثر چاہیے
یعنی اک چھوٹے سے کوزے میں سمندر چاہیے
ذہن کو مدّاحِ مولائے قنبر چاہیے
پردہ ہائے فکر پر تصویرِ حیدر چاہیے
دِل کے آئینے میں عکسِ آئینہ گر چاہیے

ہر بشر کے ذہنِ خفتہ کو جگانے
ہر جگہ سے نقشِ باطل کا مٹانے
حق کے گھر سے غیر کا قبضہ اٹھانے
آئیں وہ بنتِ اسد بگڑی بنانے
قسمتِ کعبہ کے کھُلنے کو نیا دَ

منتظر ہیں جلد محبوبِ خدا آئے نظر
تشنگیِ دیدِ حق کیسے بجھا پائے نظر
جلوۂ ایمان دل میں کھینچ کر لائے نظر
بند آنکھیں ہیں کہیں بُت پر نہ پڑ جائے نظر
چشمِ حق بیں کیلئے روئے پیمبرؐ چاہئے

جس کو بخشی ہے خدا نے دین میں بہتر جگہ
اولیا کے صف میں جسکی سب سے ہے بڑھ کر جگہ
جو نبیؐ کے ساتھ ہوگا ہر قدم پر ہر جگہ
جسکو کل ختمِ رسالت دیں گے آنکھوں پر جگہ
اُس کا گھر بیت الحرم کے دل کے اندر چاہئے

شور سے حق علیؑ کے کیوں نہ کعبہ گونج اُٹھے
نعرۂ تکبیر سے عرشِ معلّٰے گونج اُٹھے
ارضِ مکہ گونج اُٹھے سارا مدینہ گونج اُٹھے
کیوں نہ آوازِ اذاں سے ساری دنیا گونج اُٹھے
مُردہ ذہنوں کو صدائے رُوح پرور چاہئے

ابرِ رحمت سایہ افگن ہے ولی کے ساتھ ساتھ
کچھ پیمبرؐ کی دعا بھی ہے وصی کے ساتھ ساتھ
خلوت و جلوت میں ہر دم ہیں نبیؐ کے ساتھ ساتھ
ساتھ ہیں حق کے علیؑ، حق ہے علیؑ کے ساتھ ساتھ
حق رسی کے واسطے دامانِ حیدرؑ چاہیے

حکمِ ختم المرسلیں کے سامنے کیا عذرِ لنگ
پائے حیدرؑ کے تلے پانی ہوا جاتا ہے سنگ
جم نہیں پاتا کہیں بھی کافروں کا کوئی رنگ
یاد رکھو سر نہ ہوگی بن علیؑ کے کوئی جنگ
قلعۂ خیبر کو بھی بازوئے حیدرؑ چاہیے

مدح خواں جسکا خدا جس کا ثنا گر مصطفےٰؐ
نفس کے بدلے خریدی جسنے خالق کی رضا
جس کو عزتِ عام میں کہتے ہیں سب مشکلکشا
جس کے ہر نقشِ قدم پہ سیکڑوں انجم فدا
جگمگا دے جو رہِ حق ایسا رہبر چاہیے

ہے خلافِ آگہی ایمان سے مُنہ موڑنا
حق سے رشتہ توڑنا ناحق سے رشتہ جوڑنا
چومنے کعبے کا در صحرا میں کیا سر پھوڑنا
یہ حماقت ہی تو ہے دامن علیؑ کا چھوڑنا
اہلِ دیں کو صرف تقلید ابوذرؓ چاہیئے

دین کے غزوات ہیں جسکی شجاعت پر گواہ
خود حبیبِ کبریا جس کی عبادت پر گواہ
کرّم اللہ وجہہٗ جس کی فضیلت پر گواہ
لق و دق میدانِ خُم جس کی ولایت پر گواہ
ہم کو ایسا وارثِ محراب و منبر چاہیئے

ہیں حفاظت کے لئے قدرت کی ذمہ داریاں
اور نبیؐ کے سامنے غیبت کی ذمہ داریاں
ہیں بہر صورت ہر اِک صورت کی ذمہ داریاں
کہتی ہیں نیرؔ شبِ ہجرت کی ذمہ داریاں
مصطفٰےؐ کا جانشیں بہتر سے بہتر چاہیئے

قبلہ بنا دیا

پہلے علیؑ کو وارثِ کعبہ بنا دیا
آخر میں سب سے افضل و اعلیٰ بنا دیا
میدانِ خُم میں دین کا مولا بنا دیا
ہجرت کی شب علیؑ کو کچھ ایسا بنا دیا
جیسے نبیؐ تھے خود انھیں ویسا بنا دیا

کی جب علیؑ نے شمعِ ہدایت کی تیز لَو
پھیلی جہانِ کفر میں وحدانیت کی ضو
تبلیغِ دینِ حق ہوئی مکّہ میں تیز رَو
مُردہ دلوں میں پھونک دی رُوحِ حیاتِ نَو
عیسیٰ نفَس نے قوم کو زندہ بنا دیا

دیکھا علیؑ کو دوشِ نبیؐ پر تو آہ کی
سَر سے کلاہ گر گئی ہر کج کُلاہ کی
ہر اِک صنم پرست نے حالت تباہ کی
قسمت بلند ہو گئی بیتِ اِلٰہ کی
کعبہ زمیں پہ عرشِ معلیٰ بنا دیا

رکھ لی خدائے پاک نے اپنے نبیؐ کی بات
دستِ علیؑ نے چور کیا نخوتِ منات
طوفاں نے خود ہی مان لی جب ناخدا سے مات
پہونچا یا بے ضرر اسے تا ساحلِ نجات
محبِ علیؑ کو دیں کا سفینہ بنا دیا

دونوں جہاں میں ذاتِ علیؑ بے مثال تھی
بندے میں جو صفت تھی بحدِ کمال تھی
عرفانِ کبریا کے لئے نیک فال تھی
انسان کی رسائیٔ خدا تک محال تھی
اُس کا کرم علیؑ کو وسیلہ بنا دیا

مشکلکشا، وصی نبیؐ، بابِ علم دیں
باطل شکن، امیر عرب، شاہِ متقیں
عکسِ جمالِ ختمِ رسلؐ، دین کے امیں
حقا کہ اے علیؑ ترا ثانی کوئی نہیں
قدرت نے جیسا چاہا تھا ویسا بنا دیا

صبر و رضا کے ساتھ عبادت کے حوصلے
خلق و کرم کے ساتھ محبت کے حوصلے
ہر اک قدم پہ حق کی حمایت کے حوصلے
پیدا کئے علیؑ نے شہادت کے حوصلے
یوں مقصدِ حیات کو اعلےٰ بنا دیا

خوشنودیِ رسولؐ ہی تھا جس کا مدعا
جسکا شغف مدام رہا طاعتِ خدا
تھا اہلبیتؑ ہی سے مودت کا سلسلہ
کیا پوچھتے ہو بوذرؓ و سلمانؓ کا مرتبہ
حبِ علیؑ نے قطرے کو دریا بنا دیا

اسلام میں جو آئی ہوس اقتدار کی
برگِ خزاں رسیدہ کو سوجھی بہار کی
شیطاں نے ڈال ہی دی بِنا انتشار کی
سیدھی کو چھوڑ کر رہِ کج اختیار کی
دینِ رسولؐ کیا تھا اُسے کیا بنا دیا

روشن تھی شمعِ حق یہ اُدھر دیکھتے نہ تھے
اپنے سوا نبیؐ کی نظر دیکھتے نہ تھے
جاتی ہے کون راہ کدھر دیکھتے نہ تھے
آنکھیں کھلی ہوئی تھیں مگر دیکھتے نہ تھے
بُغضِ علیؑ نے کتنوں کو اندھا بنا دیا

اسلام جو بھی ہے یہ نبیؐ ہی کا فیض ہے
زندہ ہیں ہم یہ اُنکے وصی ہی کا فیض ہے
ابنِ علیؑ کی تشنہ لبی ہی کا فیض ہے
نیرؔ فقط یہ حُبِّ علی ہی کا فیض ہے
دے کر خدا نے دِل دلِ بینا بنا دیا

منازلِ عرفاں

زندگی دشوار تھی آسان کی
جاگ اُٹھی تقدیر ہر انسان کی
وہ ہوا ٹھنڈی چلی عرفان کی
ذہن پر برسی گھٹا فیضان کی
ہوگئی کھیتی ہری ایمان کی

پردۂ اسرارِ داور کھُل گیا
مقصدِ اللہ و اکبر کھُل گیا
بند ہے بابِ حرم در کھُل گیا
آج کعبے کا مقدّر کھُل گیا
راہ نکلی طبع کے رُجحان کی

صاف کعبہ کرتے ہیں شاہِ زمن
بُت پرستوں کی جبین پر ہے شکن
مل گیا حکم خدائے ذوالمنن
آگیا دوشِ نبیؐ پر بُت شکن
زیرِ پا ہیں منزلیں عرفان کی

کون تھا بتلاؤ رُکن اِنّما
کس کا مولد خانۂ داور بنا
کس کے گھر نازل ہوا ہے ہل اَتیٰ
کون ہے بعدِ نبیؐ جز مرتضیٰؑ
وہ کہو جو بات ہے ایمان کی

کون ہے اسلام کی وجہِ بقا
کس کے دَم سے دین کا پرچم کھلا
خمؔ کے میداں میں نبیؐ نے کیا کہا
نفس دیگر کس نے لی حق کی رضا
سچ کہو تم کو قسم قرآن کی

سابق الایمان جو تھا برملا
کہتا ہے مومن جسے مشکلکشا
جو مجسم تھا نبیؐ کا مدعا
ہے ثنا خواں جس کی ذاتِ کبریا
مدح کیا ہو ایسے عالیشان کی

گمرہی کے ہر طرف اثرات ہوں
لب پہ کلمہ قلب میں شبہات ہوں
کفر کے گھیرے ہوئے آفات ہوں
وہ شبِ ہجرت ہو یا غزوات ہوں
کی نہیں پروا علیؑ نے جان کی

حق شناس و حق نما و حق نگر
حفظِ دیں میں ہر جگہ سینہ سپر
ہر طرف جبکے چلیں فتح و ظفر
پیکرِ حیدر میں قصہ مختصر
روح ہے پیغمبر ذی شان کی

مانتے تھے دِل سے جو حکمِ نبیؐ
حق نما جس کی ادائے بندگی
بے خودی میں بھی سراپا آگہی
وہ جسے کہتے ہیں سب عشقِ علیؑ
زندگی ہے بوذرؓ و سلمانؓ کی

بے خطر ہے شاہراہِ اہلبیتؑ
ہے مُسلّم عزّ و جاہِ اہلبیتؑ
چاہتا ہے گر پناہِ اہلبیتؑ
وہ ہے نیّرؔ بارگاہِ اہلبیتؑ
وہ جہاں چلتی نہیں شیطٰن کی

بارگاہِ شہیدِ زہر دغا جگر گوشۂ نبوّت

سبطِ رسولِ زمن حضرت امام حسنؑ علیہ السّلام

ولادت باسعادت ... ... ۱۵۔ رمضان المبارک ۳ھ

شہادت ... ... ۲۸۔ صفر ۵۰ھ

آرام گاہِ ابدی ... ... جنت البقیع (مدینۂ منورہ)

قرآنِ مجسّم

معنیِ خُلقِ حَسَن صاحبِ عرفاں آیا
قبلۂ دیں کے یہاں قبلۂ ایماں آیا
وہ محمدؐ ہیں وہ جبرئیل وہ جھولے میں حُسَنؑ
بدرِ رمضاں متبسّم ہے کہ قرآں آیا

○

آج ہے بیتِ علیؑ میں نورِ وہ جلوہ فگن
جس نے روشن کر دیا دینِ خدا کا بانکپن
کوئی دیکھے تو پیمبرؐ کی محبّت کا سماں
یوں ہیں سینے سے لگائے جیسے قرآں ہیں حسنؑ

نزولِ قرآن

کوئی مژدہ ہے یقیناً یہ مہ رمضاں لئے
چاندنی اِترا رہی ہے جلوۂ ایماں لئے
مسکراتے ہیں پیمبرؐ دیکھ کر روئے حسنؑ
آئے جبرئیلِ امیں اس ماہ میں قرآں لئے

ہے وہ آغوشِ نبیؐ میں نورِ حق جلوہ فگن
امنِ عالم جسکی حکمت، صلحِ کُل جسکا چلن
آیتِ خالق ہیں دونوں ایک معصوم اِک کتاب
مُصحفِ صامت ہے قرآں مصحفِ ناطق حسنؑ

دو چاند

صورت و سیرت میں دونوں ہیں محمدؐ من و عَن
انکی خاطر خلد سے آیا ہے اکثر پیرہن
چاند دونوں ہیں نبیؐ کے ایک چھوٹا اِک بڑا
ہیں مہِ شعباں حسینؑ اور بدرِ رمضاں ہیں حسنؑ

حسنؓ کی عظمت

نبیؐ، نواسے کو اپنے پا کر نہ جانے کیوں مُسکرا رہے ہیں
لگا کے سینے سے لختِ دل کو رموزِ عرفاں بتا رہے ہیں
حسنؓ کے لبہائے نرم و نازک کو چومتے ہیں رسولِ اکرمؐ
دہن میں اپنی زبان دے کر قرآں کو ناطق بنا رہے ہیں

○

کبھی تو مسجد میں پشتِ اقدس پہ اپنی اُنکو بٹھا رہے ہیں
رسولِ برحق کبھی تو کاندھوں پہ اپنے اُن کو چڑھا رہے ہیں
حسنؓ کی عظمت، حسنؓ کا رتبہ، ملک سے پوچھو تو وہ بتائے
مُقربِ بارگاہِ اقدس حسنؓ کا جھولا جُھلا رہے ہیں

قاطعِ باطل

دہر میں ماہِ امامت آج جلوہ گر ہوا
نورِ خالق زینتِ آغوشِ پیغمبر ہوا
قاطعِ باطل ہے یہ بدر الدجیٰ کا لاڈلا
دیکھ کر روئے حسنؑ شاداں دلِ حیدرؑ ہوا

○

جب حسنؑ ابنِ علیؑ زینت دہ ممبر ہوا
واقعہ صلحِ حدیبیہ کا تازہ تر ہوا
صلح وہ کفار سے تھی یہ منافق سے ہوئی
اس طرح کاربِ امامت کارِ پیغمبر ہوا

○

ابنِ حیدرؑ بعد حیدرؑ سب سے افضل تر ہوا
عظمتِ انسانیت کا بے بدل جوہر ہوا
رہ کے دنیا میں رہے دنیا سے وہ دامن کشاں
آب میں رہ کر کبھی گوہر کا نہ دامن تر ہوا

○

مُشرکوں سے جنگ کرنا کارِ پیغمبرؐ ہوا
اور منافق سے نپٹنا اُس سے مُشکل تر ہوا
نہرواں سے لیکے نیرؔ تا بہ ارضِ کربلا
معرکہ بعدِ نبیؐ اُن سے بہت کھُل کر ہوا

آیتِ حق

اے امام المتقیں، اے شمعِ بزمِ عارفیں
وارثِ علم لدُنی، ناشرِ احکامِ دیں
ابنِ شاہِ لافتا، چشم و چراغِ سیّدہؓ
قُرّۃ العینِ نبیؐ، مخدومِ جبرئیلِ امیں
رُکنِ بزمِ پنجتن، اے مظہرِ خُلقِ حسنؑ
سیّدِ اہلِ جناں، دارُ النّبوۃ کے مکیں
اے وہ روشن آیتِ حق جسکا جلوہ دیکھکر
بدرِ رمضاں مسکرایا تین ہجری کے قریں
جس کی خوشنودی کو اکثر رب نے بھیجیں نعمتیں
بچپنے میں جسنے پہنے حُلّۂ خُلدِ بریں
شوخیٔ طفلانہ جس کی باعثِ طولِ سجود
جس کی معراجِ طبیعت دوشِ ختم المرسلیں
قاطعِ الزامِ ابتر، شاملِ ابناءنا
جسکی ذاتِ قدسیہ تھی، رُکنِ وفدِ صادقیں

وہ حزیں تیرِ ستم جسکے جنازے پر چلے
جس سے چھوٹا پہلوئے قبرِ شفیع المذنبیں
رائے و دانش میں ترے علوی سیاست کا رکن
تیری ہستی فخرِ ملت اے شہیدِ زہر کیں
مصلحت تیری بقائے حق فلاحِ آخرت
تیری حکمت سے تھی وابستہ حیاتِ ملک و دیں
خونِ ناحق حُجر کا دنیائے ملت کیلئے
امتیازِ حق و باطل کا تھا درسِ اوّلیں
ڈال دی بنیاد تونے حق کے قرباں گاہ کی
کیا ترے پیشِ نظر تھی کربلا کی سرزمیں
صلح کے پردے میں چھیڑی تونے جنگِ خیر و شر
تیری خاموشی میں پنہاں تھی شکستِ اہلِ کیں
ہے علاجِ کورِ باطن تیری چشمِ التفات
تیری خاکِ پائے اقدس سرمۂ عین الیقیں
ہر چہ گوید حق بگوید نیرؔ آزاد کیش
مصحفِ ناطق بگوید یا ھُدیٰ للمتقیں

بارگاہِ شہید کربلا جانِ رسالت

سبط رسولؐ الثقلین حضرت امام حسینؑ علیہ السلام

ولادتؑ باسعادت ...... ۳ رشعبان المعظم سنہ ۴ھ

شہادت .... ۱۰ رمحرم الحرام سنہ ۶۱ھ

آرام گاہ ابدی .... کربلائے معلّیٰ (عراق)

تیسریِ شعبان

جلوۂ نورِ خدا ہے تیسری شعبان لئے
فاطمہ زہرؑا ہیں شاداں دولتِ ایماں لئے
کل یہی کارِ رسالت کا کرے گا تکملہ
کچھ نبیؐ فرمارہے ہیں گود میں قرآں لئے

○

کس قدر معصومیت ہے یہ مہِ شعباں لئے
طفلِ سہ روزہ ہو جیسے چہرۂ خنداں لئے
دیکھتا ہے احتراماً جھک کے یہ سوئے حسینؑ
گود میں جیسے نبیؐ ہیں پیکرِ ایماں لئے

آغوشِ نبوّت

جلوہ نما زمانے میں نورِ خدا ہوا
دینِ نبیؐ کو دین کا وارث عطا ہوا
معصوم کی ہے گود میں معصوم اس طرح
جیسے رکھا ہو رحل پہ قرآں کھلا ہوا

دو جھلک

ہیں حسینؑ ابن علیؑ ایمان بھی عرفان بھی
یہ مجسّم دیں بھی ہیں سر تا قدم قرآن بھی
اک نظر میں دو جھلک یہ بھی ہے حُسنِ اتفاق
تیرا ماہِ امامت، تیری شعبان بھی

سیّدِ جناں

حضرتِ ختمِ رُسل کے جسم و جاں یہ ہی تو ہیں
خلوت و جلوت میں حق کے راز داں یہ ہی تو ہیں
جائے گا نااہل کوئی کس طرح فردوس میں
سرورِ دیں سیّدِ اہلِ جناں یہ ہی تو ہیں

عظمتِ کربلا

اس زمینِ پست پر اک آسماں یہ بھی تو ہے
منزلِ حق الیقیں کا اِک نشاں یہ بھی تو ہے
اے مدینے کے مسافر کربلا میں بھی ٹھہر
سرورِ کونین کا اک آستاں یہ بھی تو ہے

رُوحِ ایماں

وارثِ علمِ نبیؐ ہیں رُوحِ ایماں ہیں حُسینؑ
جز وِ جسم و جانِ احمدؐ نورِ عرفاں ہیں حُسینؑ
مسجدِ نبوی ہے اور وہ منظرِ طولِ سجود
رحل ہے پشتِ پیمبرؐ اُس پہ قرآں ہیں حُسینؑ

بلندیٔ کردار

معنیٔ صدق و صفا کے ایک پیکر ہیں حسینؑ
حُر کو جسنے حُر کیا وہ روح پرور ہیں حسینؑ
بن گیا نقشِ قدم جنکا صراطِ مستقیم
جگمگاتی ہے رہِ حق ایسے رہبر ہیں حسینؑ

شمعِ ہدایت

جس سے حق روشن ہے وہ شمعِ ہدایت ہیں حسینؑ
رحمتِ عالم نبیؐ ہیں وجہِ رحمت ہیں حسینؑ
موت کو بخشا ہے جس نے زندگانی کا شعور
مر کے جو زندہ ہے وہ زندہ حقیقت ہیں حسینؑ

رحمتِ عالم

پاک باطن پاک صورت پاک سیرت ہیں حسینؑ
اک مجسم پیکرِ زہد و عبادت ہیں حسینؑ
ہو گئی شبیرؑ سے تکمیلِ بزمِ پنجتنؑ
رحمتِ عالم کے گھر میں وجہِ رحمت ہیں حسینؑ

روحِ انقلاب

کانپتا ہے جس سے ایوانِ حکومت وہ حسینؑ
جسنے توڑا ہر طلسمِ آمریت وہ حسینؑ
جسنے پھونکی ذہنِ انسانی میں روحِ انقلاب
کربلا میں جس نے کی حق کی قیادت وہ حسینؑ

معجزنما

جو غلط کاروں کو خاطر میں نہ لایا وہ حسینؑ
جس نے حق کو حق کہا اور حق ہی سمجھا وہ حسینؑ
مُردہ دل اسلام کو جس نے عطا کی زندگی
ہر نفس جس کا ہے اعجازِ مسیحا وہ حسینؑ

ناصرِ دیں

جو ہے بزمِ اولیا کی زیب زینت وہ حسینؑ
ختم جس پر ہوگیا کارِ رسالت وہ حسینؑ
جس کے ہاتھوں سر ہوا میدان نفاق و کفر کا
جس کو دی اللہ نے دادِ شجاعت وہ حسینؑ

مردِ آہن

عزم کے میدان میں کوہِ گراں تر ہیں حسینؑ
رزمگاہِ حریت میں ایک لشکر ہیں حسینؑ

یہ جدھر چلتے ہیں حق چلتا ہے انکے ساتھ ساتھ
حق پہ آنچ آجائے تو اک لاش بے سر ہیں حسینؑ

جانِ رسالت

جس کو کہتے تھے نبیؐ سردارِ جنت وہ حسینؑ
زیب سر جسکے ہے دستارِ امامت وہ حسینؑ

جس کو ختم المرسلیںؐ نے کہہ دیا میرا حسینؑ
خوں ہے جسکے جسم کا خونِ رسالت وہ حسینؑ

○

ہیں علیؑ کے لختِ دل اور فاطمہؑ کے نورِ عین
ایک سلطانِ دو عالم ایک شاہِ مشرقین

ہیں نبیؐ کے دونوں ہی تسکینِ خاطر کا سبب
ایک پہلو میں حسنؑ ہیں ایک پہلو میں حسینؑ

رسالت کا مزاج

اک نہیں جبکی بدل دے جاہ و ثروت کا مزاج
جس کی ہر چتون سمجھتی ہے سیاست کا مزاج
وہ حسینؑ ابنِ علیؑ، وہ جانشینِ مصطفےٰؐ!
جو امامت کو عطا کردے رسالت کا مزاج

○

دے کے بھیجا ہے جسے حق نے امامت کا مزاج
بچپنے میں جس نے دیکھا ہے رسالت کا مزاج
نرغۂ اعدائے دیں ہے اور تنِ تنہا حسینؑ
ڈھل گیا انساں کے سانچے میں مشیت کا مزاج

مُدبرِ اعظم

حُسینؑ عرش آستاں ہے آسماں جناب ہے
گہن نہ جسکو لگ سکا وہ دیں کا آفتاب ہے
ہر ایک حق پسند کو بتا دیا حُسینؑ نے
حکومتِ الٰہ میں ملوکیت عذاب ہے

○

حُسینؑ بحرِ معرفت کا اِک دُرِ خوش آب ہے
حُسینؑ کا جہاد بھی دفاع لاجواب ہے
حسینؑ نے بدل دئے ہیں نظریئے حیات کے
صدا حسینؑ حسینؑ کی صدائے انقلاب ہے

ناخدائے کشتیِ دیں

تھی سدا جانِ رسالت کی مشیت پر نظر
تھے تلاطم خیز موجوں سے ہمیشہ باخبر
شورشِ گرداب کو خاطر میں کیا لاتے حسینؑ
مطمئین تھا ناخدا طوفاں میں کشتی ڈال کر

زندۂ جاوید

اے حسینؑ ابنِ علیؑ تیری شہادت حرفِ حق
کوئی غم ہوگا نہ دنیا میں ترے غم کی طرح
زندۂ جاوید تو بھی اور تیرا غم بھی ہے
اب کوئی ماتم نہ ہوگا تیرے ماتم کی طرح

آنسو

اُمڈ آتے ہیں آنکھوں سے غمِ شبیرؑ میں آنسو
یہ بادل خود برس جاتے ہیں برسائے نہیں جاتے
دُرِ نایابِ جنت ہیں اگر یہ دِل سے نکلے ہیں
بجز رومالِ زہراؑ کے کہیں پائے نہیں جاتے

علمبردارِ حُرّیت

شعباں ہے آج زیست کا مژدہ لئے ہوئے
دامن میں کربلا کا فسانہ لئے ہوئے
اہلِ نظر کو دیتا ہے پیغام حُرّیت
پرچم فلک کا چاند ستارا لئے ہوئے

یوں ہیں حُسینؑ گوشۂ بطحا لئے ہوئے
گویا کہ ہیں قرآن کا پارا لئے ہوئے
کہتے ہیں سب سے اِن کی مودّت میں ہے نجات
یہ ہے رگوں میں خون ہمارا لئے ہوئے

حق بیں نگاہ شرحِ تمنا لئے ہوئے
دل میں رسولِ پاک کا منشا لئے ہوئے
دریائے معرفت کے ہیں وہ ناخدا حُسینؑ
موجیں ہیں سر پہ جھکا سفینہ لئے ہوئے

○

لب پر وقارِ وعدہ فردا لئے ہوئے
نانا کا نُطق باپ کا لہجہ لئے ہوئے
سر تا قدم حُسینؑ ہیں تصویرِ مصطفےٰؐ
دو صورتیں ہیں ایک ہی جلوہ لئے ہوئے

مقتل میں آئے اک نئی دنیا لئے ہوئے
مستقبلِ حیات کا نقشہ لئے ہوئے
ہوتی نہ کیسے اُمتِ بیمار کو شفا
ہر جنبشِ نظر ہے مداوا لئے ہوئے

پہلو میں ایک درد کی دنیا لئے ہوئے
اہلِ ولا کے واسطے مژدہ لئے ہوئے
کرب و بلا میں چھٹ گئیں باطل کی ظلمتیں
عزمِ حسینؑ ہے یدِ بیضا لئے ہوئے

آنکھیں محبتِ شہِ بطحٰی لئے ہوئے
پلکیں ہیں میری خاکِ مدینہ لئے ہوئے
ہے دل کے آئینے میں مرے روضۂ حُسینؑ
عکسِ جمالِ گنبدِ خضرا لئے ہوئے

فخرِ رسالت

تیسری شعبان ہے یوم سعادت آگیا
سیدہ کا لاڈلا فخرِ رسالت آگیا
جس کی چتون سے ٹپکتی ہے رضاجوئی حق
ہاں نہیں پر جبکی بے مُہر مشیت آگیا

ذہنِ انسانی میں معیارِ امامت آگیا
عقل میں کافر کے بھی مفہوم بیعت آگیا
کھُل گئیں مسدُود راہیں حق کے قرباں گاہ کی
مرنے جینے کا سلیقہ حسبِ ہمت آگیا

دِل کے آئینے میں جب عکسِ رسالت آگیا
فکر کے انداز میں رنگِ مشیت آگیا
رفتہ رفتہ جب تصور میں بلندی آگئی
زیرِ خنجر کھینچ کے سارا باغ جنت آگیا

نطق میں معصوم کے رنگِ حقیقت آگیا
ذہن کے پردوں پہ بھی عکسِ رسالت آگیا
بچپنے میں جب زباں چوسی رسول اللہ کی
عہد میں شبیرؑ کے حسنِ صداقت آگیا

حق پہ حرف آیا جہاں بنکر حقیقت آگیا
سبطِ ختم المرسلیں بہرِ حمایت آگیا
وادیٔ نجران سے لے کرتا بارضِ کربلا
حسبِ موقع ہر جگہ حسبِ ضرورت آگیا

جب ہوس کے ہاتھ میں جامِ خلافت آگیا
حق سے نظریں پھر گئیں رنگِ بغاوت آگیا
جب کبھی خطرے میں دیکھی آبروِ اسلام کی
نرغۂ اعدا میں خود جانِ رسالت آگیا

حسینؑ کی عظمت

شریعت کو بچایا ڈوبنے سے ناخدا بنکر
ملوکیت کا توڑا سبطِ مصطفٰےؐ بنکر
تدبر سے کئے حل دیں کے پیچیدہ مسائل کو
کبھی ناخن، کبھی عقدہ، کبھی عقدہ کشا بنکر

ہوائے تند میں روشن ہے اک شمعِ وفا بنکر
حسینؑ ابن علیؑ زندہ ہیں زندہ معجزہ بنکر
بٹھایا دِل پہ فرعونوں کے یوں توحید کا سکّہ
پیمبر بن کے آیا اور نہ پھر کوئی خدا بنکر

حسینؑ آغوش احمدؐ میں ہیں لطفِ کبریا بنکر
لگے جاتے ہیں سینے سے دلِ بے مدّعا بنکر
بڑھائی آبروِ دیں کی ولادت سے شہادت تک
محمدؐ کو زباں دے کر زبانِ مصطفٰےؐ بنکر

○

حُسینؑ آئے ہیں اپنے وقت کا اِک مقتضا بنکر
کہیں پر شمعِ دیں بنکر کہیں دیں کی ضیا بنکر
دکھائی راہِ حق دنیا کو باطل کے اندھیروں میں
کہیں نورِ نبیؐ بنکر کہیں نورِ خدا بنکر

حُسینؑ ابن علیؑ آئے مشیّت کی ادا بنکر
کبھی حق کی زباں بنکر کبھی حق کی صدا بنکر
کسر کوئی اٹھا رکھی نہ تکمیلِ رسالت میں
کہیں پر مصطفےٰؐ بنکر کہیں پر مرتضیٰؑ بنکر

حرم سے کربلا تک ہر جگہ ظلم آشنا بنکر
رہا سبطِ نبیؐ اِک پیکرِ صدق و صفا بنکر
اُبھارا نقشِ دیں نیّرؔ جہاں جیسی ضرورت تھی
کہیں پر بنکے صورت گر کہیں صورت نما بنکر

معمارِ شریعت

ظالموں کے ظلم کی ہر سو اشاعت ہو گئی
سیرت و کردارِ مومن کی وضاحت ہو گئی
زیرِ خنجر سجدۂ آخر میں کہتے تھے حسینؑ
شکر ہے یا رب کہ تکمیلِ رسالت ہو گئی

راہِ حق پر ہر مصیبت عین راحت ہو گئی
زخم کھا کر مسکرائے تو قیامت ہو گئی
اصغرِ معصوم تیرے خونِ ناحق کی قسم
سُرخرو تیری شہادت سے امامت ہو گئی

عقل کے پردے کھُلے ظاہر حقیقت ہو گئی
نقشِ باطل مٹ گیا روشن شریعت ہو گئی
کربلا نے کر دیا پیدا وہ ذہنی انقلاب
ہر یزیدؔ و شمرؔ سے دنیا کو نفرت ہو گئی

○

ہر طرح منشورِ ایماں کی حفاظت ہو گئی
دشمنانِ دین سے کھل کر بغاوت ہو گئی
کربلا والوں نے کر دی خوں سے تعمیرِ حیات
سربلند اسلام کی پھر سے عمارت ہو گئی

نام لینا تھا کہ نم چشمِ عقیدت ہو گئی
عشق کے ماروں کی بھی جینے کی صورت ہو گئی
ذکر تیرا ڈھال کر شیشے میں غم کے اے حسینؑ
دل پہ جب ڈالی نظر تیری زیارت ہو گئی

ابرِ باطل چھٹ گیا روشن حقیقت ہو گئی
دشمنانِ دین کی رسوا سیاست ہو گئی
جو زباں سے کہہ دیا بدلا نہ اُسکا ایک حرف
اک نہیں شبیرؑ کی قرآں کی آیت ہو گئی

ہر طرف انکارِ بیعت سے قیامت ہو گئی
حق نما کو سانس لینا بھی مصیبت ہو گئی
اے حسینِؑ ابنِ علیؑ تیرے جبیں کی ہر شکن
اک حدِ فاصل میانِ نور و ظلمت ہو گئی

محافظِ شریعت

ہاں سوئے بیت النبیؐ حسبِ عقیدت دیکھئے
ماہِ شعباں دیکھ کر روئے امامت دیکھئے
جسکو خالق کہہ رہا ہے مقصدِ ذبحِ عظیم
گود میں ختمِ رُسل کے وہ امانت دیکھئے

دیکھئے ہے دیکھنے میں کیا قباحت دیکھئے
سرورِ کونین کے دل کی مسرت دیکھئے
دہن میں شبیرؑ کے دیکر زباں اپنی رسول
یوں ودیعت کرتے ہیں علمِ امامت دیکھئے

دیکھئے ختمِ رُسل کی یہ عبادت دیکھئے
مسجدِ نبوی میں اعلانِ فضیلت دیکھئے
طول ہے سجدے میں نیرّ پشت پہ شبیرؑ ہیں
یہ ادائے سجدہ ہے سنت کہ بدعت دیکھئے

کی الٰہیہ حکومت کی حفاظت دیکھیے
زیرِ خنجر آ کے بھی انکار بیعت دیکھیے
ہے حسینؑ ابنِ علیؑ ہی کی شہادت کا اثر
ہو گئی رسوا زمانے میں خلافت دیکھیے

آئیے نزدیک سے شانِ امامت دیکھیے
صلح جوئیِ حسنؑ خُلقِ رسالت دیکھیے
ہے رضا شبیرؑ کی نیّر رضائے کردگار
چشمِ حق بیں میں نہاں رازِ مشیّت دیکھیے

اعجازِ غم

ماتمِ شبیرؑ ہر شام و سحر بڑھتا رہا
دن گذرتے ہی رہے غم کا اثر بڑھتا رہا
اے حسینؑ ابنِ علیؑ یہ ہے ترا اعجازِ غم
عمر تو گھٹتی رہی غم عمر بھر بڑھتا رہا

نورِ صداقت

اے ابنِ علیؑ تو ہے اِک نورِ صداقت کا
جاں تیری امامت کی دل تیرا رسالت کا
عارف ہے حقیقت کا نبّاضِ مشیّت کا
احمدؐ کی زبانِ تر منبع تری حکمت کا
تو نقطۂ اوّل ہے خالق کی اطاعت کا
تو نقطۂ آخر ہے احمدؐ کی فضیلت کا
تو عزم جہاں کرلے ایماں کی حفاظت کا
دم بھر میں بدل جائے نقشہ ہی سیاست کا
ہے تیری شہادت بھی اِک کام نبوّت کا
سہرا ہے ترے ہی سر تکمیلِ رسالت کا
ہیبت سے تری خائف پندارِ شہنشاہی
شوکت سے تری لرزاں ایوانِ حکومت کا

ایثار سے ہو تیرے دشمن کا بھی دِل پانی
تو سورۂ ناطق ہے حیدرؑ کی سخاوت کا
پروان چڑھا ہے تو آغوشِ نبوّت میں
آغوش ملا تجھ کو خاتونِ قیامت کا
نیّرؔ وہی ظلمت پھر اسلام پہ چھا جاتی
گر حق نہ ادا کرتے شبیرؑ امامت کا

حق کی پہچان

اِک نبیؐ کی ہیں نواسی اِک نبیؐ کے دل کا چین
ہیں علیؑ و فاطمہؑ زہرا کے دونوں نورِ عین
ظلم باطل میں جو گھر جائیں تو یوں پہچانیئے
بے ردا گر ہوں تو زینبؑ بے کفن ہوں تو حسینؑ

ایمان فروز چتون

نکلا ہے ماہِ شعباں جھک کر بہ طرزِ احسن
جان ادب، اشارے ایماں فروز چتون
اسلام کی فضا ہے نورِ نبیؐ سے روشن
ہے تیسری امامت کا چاند جلوہ افگن
بیتِ نبیؐ ہے مولد، بیتِ نبیؐ ہے مسکن
شبیرؑ تیرے دم سے احمدؐ کا گھر ہے روشن
سینے میں موجِ عرفاں رُخ پر جلالِ ایماں
خیر الوریٰ کے تیور، شیرِ خدا کے چتون
راہِ جہادِ حق میں طیبہ سے کربلا تک
روشن کئے ہیں تو نے کتنے چراغِ ایمن
طفلی میں بھی شغف تھا یادِ خدا کا ہر دم
صحنِ حرم بنا تھا احمدؐ کے گھر کا آنگن

ابنِ علیؓ نے بنیترا اک وقت وہ بھی دیکھا
دیں کو مٹا رہے تھے دینِ خدا کے دشمن
رہروِ صراطِ حق سے کترا کے چل رہے تھے
منزل کی رہنمائی کرنے لگے تھے رہزن
عمرے سے حج کو بدلا رکھ لی حرم کی حرمت
ورنہ کوئی نہ کہتا کعبے کو آج مامن
کی حق کی یوں حفاظت حق بن گئے مجسّم
اللہ رے عزمِ محکم اللہ رے مردِ آہن

جگر گوشۂ رسولؐ

شہادت نے گہر ٹانکا وہ دستارِ امامت میں
چمک ایسی تھی کام آئی جو تکمیلِ رسالت میں

لڑکپن میں زباں دے کر دہن میں ابنِ حیدرؑ کے
بھرا ختمِ رسُل نے علمِ دیں قلبِ امامت میں

کبھی دوشِ پیمبرؐ پر، کبھی پشتِ پیمبرؐ پر
کسر کوئی نہ چھوڑی حق نے اعلانِ فضیلت میں

انھیں ختمِ رُسل نے سب سے بڑھ کر مرتبہ بخشا
یہی مالک ہیں محشر میں، یہی سردار جنّت میں

ادا انکی ادائے حق، رضا انکی رضائے حق
ارادہ تھا وہی ان کا کہ جو کچھ تھا مشیت میں

سرِ ممبر بھی یادِ حق، تہِ خنجر بھی یادِ حق
عبادت ہے خطابت میں، عبادت ہے شہادت میں

یقیں جانو کہ یہ اسلام کب کے مر گیا ہوتا
نہ دوڑاتے لہو شبیرؑ گر جسمِ شریعت میں
بڑی مشکل سے مستحکم ہوا دینِ براہیمی
ستوں چودہ ہوئے تعمیرِ ایوانِ شریعت میں
حُسینؑ ابنِ علیؑ مجھ سے ہیں میں اُنسے ہوں کیا معنی
محبت اُن کی شامل ہے پیمبرؐ کی اطاعت میں
منافق تُل گئے اس پہ کہ گُل ہو شمعِ ایمانی
مگر وہ ابنِ حیدرؑ تھے جو کام آئے حفاظت میں
محبت آلِ احمدؐ سے یہ سنّت ہے پیمبرؐ کی
حقیقت دیکھنے والے پڑے ہیں کُفر و بدعت میں
محبت اُن سے ہے اجرِ رسالت یہ بھُلا بیٹھے
جہنم ہی لکھا تھا کچھ مسلمانوں کی قسمت میں
جو سچ پوچھو تو اے نیرؔ کوئی ثانی نہیں اُن کا
خدا کی اس خدائی میں نبیؐ کی بادشاہت میں

ذکرِ جمیل

(۱)

اے دلِ حق آشنا حق آگہی کی بات کر
ہے طبیعت مضمحل کچھ تازگی کی بات کر
تیرگی ہے ہر طرف تابندگی کی بات کر
دل منوّر جس سے ہو اُس روشنی کی بات کر
نورِ چشمِ فاطمہؓ جانِ نبیؐ کی بات کر
آج محفل میں حسینؑ ابنِ علیؑ کی بات کر

(۲)

وہ حسینؓ ابنِ علیؓ وہ آسمانِ عزّ و جاہ
جس کے دَم سے پھر سے پھیلی روشنیٔ لا اِلٰہ
کلمۂ توحید ہے جس کی شہادت پر گواہ
فرش پر جس کا تصرّف عرش جسکی بارگاہ
حق شناس و حق نما، حق کے ولی کی بات کر
آج محفل میں حسینؓ ابنِ علیؓ کی بات کر

مولدِ و مسکن ہے جس کا خانۂ خیر الوریٰ
جو محمد مصطفےٰؐ کی گود کا پالا ہوا
بانکپن جسکا سمجھتا تھا مشیت کی ادا
ذات پر نازاں ہے جس کے آجتک دینِ ہُدیٰ
جو تھا مخدومِ ملک اُس آدمی کی بات کر
آج محفل میں حُسینؑ ابنِ علیؑ کی بات کر ۳

کربلا میں جس نے دیکھا جلوۂ حق رُو برُو
اور خدا سے گفتگو کی زیرِ خنجر دو بدُو
بے بدل جس کی شہادت بے بہا جسکا لہُو
کارنامہ جسکی جرأت کا جہاں میں چار سُو
مقتضائے وقت ہے تو بھی اُسی کی بات کر
آج محفل میں حُسینؑ ابن علیؑ کی بات کر ۴

جو علیؑ سرتاقدم تھا اور محمدؐ ہو بہو
تذکرہ جس کی شہادت کا جہاں میں چار سُو
نیک باطن، نیک سیرت، نیک عادت، نیک خو
جس نے سر دیکر بچائی دینِ حق کی آبرو
بزدلی کے دَور میں ایسے جری کی بات کر
آج محفل میں حُسینؑ ابن علیؑ کی بات کر

ہائے وہ دن جب کہ اُمّت صدق سے محروم تھی
نعرۂ تکبیر سے حقّانیت معدوم تھی
خود پرستی سے فضا اسلام کی مسموم تھی
رُوحِ خیرالانبیا فردوس میں مغموم تھی
حق پسندی کہہ رہی تھی منصفی کی بات کر
آج محفل میں حُسینؑ ابن علیؑ کی بات کر

ایسے نازک دَور میں وہ ہادیِ دنیا و دیں
مختصر سا کارواں لے کر چلا سوئے یقیں
ہاں نہ بن پائی کبھی جس بات پر کرنی نہیں
اہلِ دنیا نے یہ سمجھا راہ حق بھی ہے کہیں
اُس کے آگے موت کیا ہے زندگی کی بات کر
آج محفل میں حُسینؑ ابنِ علیؑ کی بات کر

تنویرِ امامت

اک خوابِ تمنا کی تعبیر نظر آئی
شعبان ترے ابرو کی شمشیر نظر آئی
وہ ماہِ امامت کی تنویر نظر آئی
اسلام کے ماتھے کی تحریر نظر آئی

ایوانِ رسالت پہ جبرئیل کا ہے پہرا
ڈیوڑھی پہ ادب سے ہے ہر جن و ملک ٹھہرا
آغوشِ نبوت میں ہے لختِ دلِ زہراؑ
ایمانِ مجسّم کی تصویر نظر آئی

آثار مسرت کے چہرے پہ ہیں حیدرؑ کے
کعبے سے اُٹھے بادل وہ رحمتِ داور کے
آوازِ اذاں آئی وہ گھر سے پیمبرؐ کے
تکبیر میں بھی روحِ شبیرؑ نظر آئی

دُنیا کی ہواؤں کا جو دیں کو بتائے رُخ
قرآں کی ثنا سمجھو ایسے کی ثنائے رُخ
پھیلی جو حُسینؑ ابنِ حیدرؑ کی ضیائے رُخ
انوارِ امامت کی تنویر نظر آئی

پایا جو محمدؐ نے اُس پیکرِ عظمت کو
آنکھوں سے لگایا پھر اُس عینِ حقیقت کو
دیکھا جو بہ صورت شبیرؑ کی صورت کو
آیاتِ الٰہی کی تفسیر نظر آئی

دیکھا کئے اک طفلِ سہ روزہ کی چتون کو
پیشانیِ انور کو اور چہرۂ روشن کو
چوما جو محمدؐ نے شبیرؑ کی گردن کو
کیا جانے مشیّت کیوں دلگیر نظر آئی

وہ پہلوئے زہراؑ میں یا سینۂ حیدرؑ پر
کاندھوں پہ پیمبرؐ کے یا پشتِ پیمبرؐ پر
بیٹھے جو نانا کی آغوش میں ممبر پر
اُمّت کو امامت کی توقیر نظر آئی

اعدائے رسالت کا وہ مِل کے بہم چلنا
بر سمت ملوکیت کا طبل و علمؑ چلنا
تھا بعدِ نبیؐ مشکل اِک ایک قدم چلنا
ہر موجِ نفس جیسے زنجیر نظر آئی

احمدؐ سے محافظ کو احمدؐ سے مفکر کو
اس عالمِ ظاہر میں باطن کے مُفسّر کو
مستقبلِ تیرہ کے بے مثل مدبّر کو
ایماں کے حفاظت کی تدبیر نظر آئی

کس طرح ملے دنیا ہر سر میں یہ سودا تھا
چہروں پہ منافق کے اسلام کا پردا تھا
معمارِ شریعت کو تخریب کا خطرہ تھا
شبّیرؑ ہی میں شکلِ تعمیر نظر آئی

نیّر یہ حسینیت کیا شے یہ بتانا ہے
شبّیرؑ کے قدموں پر دنیا کو جُھکانا ہے
صد شکر یزیدیت رسوائے زمانا ہے
شبّیرؑ کے ماتم کی تاثیر نظر آئی

کردارِ حُسینی

فکر و نظر کو دعوتِ وارفتگی ملی
ذہنِ رسا کو جُرأتِ صورتگری ملی
نکلا جو ماہِ شعباں تو کچھ روشنی ملی
خوشخبریِ ولادتِ ابنِ علیؑ ملی

تیرہ دلوں میں جلوۂ انوارِ حق لئے
انکارِ ماسوا لئے اقرارِ حق لئے
آئے حُسینؑ جرأتِ اظہارِ حق لئے
توحید کے مزاج کو پایندگی ملی

سیرت حُسینؑ کی ہے کہ ایماں کا آئینہ
دِل ہے حُسینِؑ پاک کا عرفاں کا آئینہ
کھولا جو ذوقِ دید نے قرآں کا آئینہ
دیکھا تو اُس میں صورتِ سبطِ نبیؐ ملی

اُلجھا ہوا تھا فکر میں ہر صاحبِ نظر
پیچیدہ راہِ دین تھی منزل تھی پُر خطر
چل کر حسینیت کے رہِ مستقیم پر
خود آگہی کو منزلِ حق آگہی ملی

کیا کیا نہ دیں کو اہلِ ہوس نے دیا فریب
لیکن حسینؑ ابنِ علیؑ اور کجا فریب
توڑا منافقوں کا طلسمِ خدا فریب
دیں کو یقینِ محکم و فرزانگی ملی

سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دیا
خنجر تلے بھی شکر کا سجدہ ادا کیا
ہر آنکھ کو حسینؑ نے اشک آشنا کیا
پلکوں پہ اہلِ ظلم کے بھی کچھ نمی ملی

سینچا ہے اپنے خون سے دینِ نبیؐ کا باغ
بھٹکے دلوں کو جادۂ حق کا ملا سراغ
چونکے حسینؑ، حسینؑ سے خفتہ دل و دماغ
تاریکیِ حیات کو کچھ روشنی ملی

باطل شکن نگاہ ہے چتون ہے صفدری
سینے میں ہے بھرا ہوا علمِ پیمبری
سیرت محمدی ہے تو کردار حیدری
دو سمت سے حسینؑ کو پاکیزگی ملی

عزت کی موت میں ہے چھپا مقصدِ حیات
ابتک زبانِ موج سے کہتا ہے یہ فرات
قربانیِ حسینؑ نے کھولی رہِ نجات
دینِ رسولِ پاک کو پابندگی ملی

دیں کے مخالفین کا چہرہ ہوا ہے فق
کفر و نفاق و بغض کا سینہ ہوا ہے شق
عزت کی موت، صبر و رضا، آرزوئے حق
ہر چیز کربلا میں بڑے کام کی ملی

بیتر حسینؑ ابنِ علیؑ نے کیا کمال
اٹھا کبھی نہ بیعتِ فاسق کا پھر سوال
آزادیِ خیال کا حق ہوگیا بحال
بندوں کو بھی خدا کی قسم خواجگی ملی

کربلا سے خطاب

کچھ تو ہی بتا اے کرب و بلا کیوں چشمِ عقیدت حیراں ہے
یہ زخمِ جگر رستے کیوں ہیں، کیوں آبلۂ دل گریاں ہے
یہ سارا بیاباں ہے جیسے تاریخ کا خوں آلودہ ورق
ہر ذرّے کی آنکھوں سے ظاہر اک شعلۂ سوزِ پنہاں ہے
تپتے ہوئے صحرا میں تیرے ایماں کی حرارت کیا کہنا
جھونکوں میں ہوائے گرم کے بھی تسکینِ ابد کا ساماں ہے
دریا کا کنارا کیا کہئے پیاسوں کو جہاں نیند آجائے
وہ نیند کہ جسکی پلکوں پر اک خوابِ حقیقت لرزاں ہے
ہے "لحمک لحمی" سے ظاہر یہ کرب و بلا بھی ہے طیبہ
یہ بھی بخدا آرام گہِ سرکارِ رسولِ ذیشاں ہے
شبیرؑ جو بچپن میں سویا سینے پہ رسولِ اکرم کے
دراصل اُسی کے سینے میں گنجینۂ علم و عرفاں ہے

ہے جسکی شہادت سے زندہ دنیا میں شہادت کا کلمہ
حقا کہ حسینؑ ابنِ حیدرؑ، اسلام پہ تیرا احساں ہے

وہ لختِ دلِ زہراؑ و علیؑ وہ سرورِ دیں سردارِ جناں
وہ جس پہ رسالت فخر کرے وہ جس پہ امامت نازاں ہے

اللہ و نبیؐ کی خوشنودی ہے نام تری خوشنودی کا
وہ دامنِ رحمت جس کو کہیں شبیرؑ ترا ہی داماں ہے

اسلام میں مومن کس کو کہیں اور کس کو منافق ہم سمجھیں
یہ کام بڑا مشکل تھا کبھی یہ کام مگر اب آساں ہے

ہیں زخم یہ دو دل پر دیں کے اِک کرب و بلا ہے ایک نجف
اِک مشہدِ کُلِّ ایماں ہے اِک مقتلِ کُلِّ قرآں ہے

ہے ان سے محبت دینداری اور ان سے عداوت بیدینی
حقا کہ دلائے شبیری اسلام پہ مہرِ ایماں ہے

بارگاہِ امامِ عصر حضرت حجّت مہدیِ دوران علیہ السلام

ولادت باسعادت ... ... ۱۵ر شعبان المعظم ۲۵۶ھ

غیبتِ صغریٰ ... ... ۲۸۸ھ ہجری

غیبتِ کبریٰ ... ... ۲۹۲ھ ہجری

مقام غیبت ... ... سامرہ - عراق

دلیلِ غیبت

ذمہ داری جب حفاظت کی خدا تک آ گئی
چھُپ کے رہنے کی ہدایت مصطفےٰ تک آ گئی
جب کبھی دنیا نے مانگی تیرے غیبت پر دلیل
بات غارِ ثور سے غارِ حرا تک آ گئی

دِل میں یہ کہتا ہے جو بھی صاحبِ ادراک ہے
جب محمدؐ ہی نہیں کیوں گنبدِ افلاک ہے
حشر تک قائم رہے گی روشنیِ کُن فکاں
آج بھی غیبت میں نورِ صاحبِ لولاک ہے

ہم نام پہ مرتے ہیں تصویر نہیں دیکھی
روشنگرِ عالم کی تنویر نہیں دیکھی
یہ غیب پہ ایماں ہی فطرت کے مطابق ہے
تقدیر کے قائل ہیں تقدیر نہیں دیکھی

انکار ہی غیبت سے انکارِ حقیقت ہے
یہ رازِ رسالت ہے یہ رازِ مشیت ہے
یہ دِل تو دھڑکتا ہے ہم دیکھ نہیں پاتے
پردہ میں نہاں یونہی سرکارِ امامت ہے

وجہِ خلقت ہیں محمدؐ یہ حقیقت ہی تو ہے
صاحبِ لولاک کی یہ بھی فضیلت ہی تو ہے
کیوں رہے قائم نہ آخر یہ زمین و آسماں
پردۂ غیبت میں بھی نورِ رسالت ہی تو ہے

زندہ حقیقت

یہ بھی اِک اسلام کی زندہ حقیقت ہی تو ہے
رازداری غیب کی کارِ امامت ہی تو ہے
منتظر رہیئے کہ ہوگا مہدیٔ دیں کا ظہور
انتظارِ نورِ حق یہ بھی عبادت ہی تو ہے

چودہ پردے

کارواں گم کردہ منزل رہنما پردے میں ہے
اک بڑی مشکل یہ ہے مشکلکشا پردے میں ہے
دل ہے محرومِ تجلّی، آنکھ محرومِ جمال
ہم خدا کو کیا کہیں جب ناخدا پردے میں ہے

خود خدا پردے میں ہے رازِ خدا پردے میں ہے
یہ مشیّت ہے کہ نورِ مصطفےٰؐ پردے میں ہے
وہ جو کل تھا وجہِ خلقت آج ہے وجہِ قیام
ابتدا پردے میں تھی اب انتہا پردے میں ہے

گوشِ دل ہے منتظر اُن کی صدا پردے میں ہے
عالمِ غیبت کا سارا ماجرا پردے میں ہے
فیصلہ کیسے ہو نیّرؔ قسمتِ کونین کا
مدّعی پردے سے باہر مُدّعا پردے میں ہے

چاند ہے اک آسماں پر دوسرا پردے میں ہے
چاندنی ہے منتظر بدر الدجیٰ پردے میں ہے
نور سے معمور نیّرؔ کیوں نہ ہو غیب و شہود
اک ضیا پردے سے باہر اک ضیا پردے میں ہے

راستے پُرپیچ ہیں اور رہنما پردے میں ہے
مقتدی گم کردہ منزل مقتدا پردے میں ہے
کس طرح سجدوں سے نیّرؔ ہوگی تسکینِ جبیں
قبلہ ہے ظاہر مگر قبلہ نما پردے میں ہے

محفلِ کونین کا رُوحِ رواں پردے میں ہے
کون جانے کس لئے ہے اور کہاں پردے میں ہے
غیب پر ایمان رکھنے شرطِ ایماں ہے یہی
یہ اشارہ ہے جو ابتک غیب داں پردے میں ہے

لب یہ کہتے ہیں کہ رازِ دو جہاں پردے میں ہے
نُطق میں لپٹا ہوا حُسنِ بیاں پردے میں ہے
ہے لِسانُ اللہ یوں غارِ مشیت میں نہاں
جس طرح ظاہر دہن ہے اور زباں پردے میں ہے

ہر یقیں پردے میں ہے اور ہر گماں پردے میں ہے
میرا ایماں بھی وہیں ہے تو جہاں پردے میں ہے
اے جبینِ شوق اک سجدہ ابھی محفوظ رکھ
آستاں چودہ ہیں لیکن چودھواں پردے میں ہے

جو مقدّر ہو چکی تقدیر وہ پردے میں ہے
جس کے دَم سے دیں کی ہے توقیر وہ پردے میں ہے
مختلف ذہنوں نے کی اسلام کی صورت گری
اصل جو تصویر تھی تصویر وہ پردے میں ہے

مبتدا ہے امن جسکی وہ خبر پردے میں ہے
مصطفٰےؐ کا جانشینِ معتبر پردے میں ہے
جارہی ہے نوعِ انساں خودکشی کی راہ پر
نبضِ عالم ڈوبتی ہے چارہ گر پردے میں ہے

دردِ دل کس سے کہیں درد آشنا پردے میں ہے
مشکلیں درپیش ہیں مشکلکشا پردے میں ہے
کتنے ہادی، کتنے رہبر، کتنے مرشد، کتنے پیر
خودنما لاکھوں ہیں لیکن حق نما پردے میں ہے

ضَو بتاتی ہے کہ شمعِ زندگی پردے میں ہے
یہ حقیقت ہے کہ اِک حق کا وَلی پردے میں ہے
نورِ چشمِ مصطفےٰ ہے ناظرِ کارِ جہاں
جیسے آنکھیں دیکھتی ہیں روشنی پردے میں ہے

کہتی ہے رونق مکانوں کی مکیں پردے میں ہے
جو گماں بن کر ہے قائم وہ یقیں پردے میں ہے
اِس حقیقت کی ہے شاہد غیبتِ اصحابِ کہف
صاحبِ لولاک کا اک جانشیں پردے میں ہے

رازداری یہ کہ رازِ دو جہاں پردے میں ہے
مقصدِ تکوین کا رُوحِ رواں پردے میں ہے
کہتے ہیں نیّر اسی کو منزلِ صبر آزما
عشقِ احمدؐ کا ابھی اک امتحاں پردے میں ہے

قائم رہے

کفر کی جب تک جہاں میں تیرگی قائم رہے
اے مہِ شعباں یہ تیری روشنی قائم رہے
وجہِ تخلیقِ دو عالم ہے اگر نورِ نبیؐ
حشر تک نورِ نبیؐ کی روشنی قائم رہے

یہ زمیں قائم رہے یہ آسماں قائم رہے
نورِ احمدؐ کا زمانے میں نشاں قائم رہے
جس کے دم سے ہے رواں یہ زندگی کا کارواں
کارواں تیرا امیرِ کارواں قائم رہے

کب تک رہے

دیکھئے دورِ فلک نامہرباں کب تک رہے
بے نشاں دنیا میں وہ حق کا نشاں کبتک رہے
آگئی تخریب کاری ایٹمی ذرّات تک
سہما سہما زندگی کا کارواں کب تک رہے

روشن ہوا

شمعِ فن روشن ہوئی لطفِ زباں روشن ہوا
مطلعِ انوارِ مدحت ناگہاں روشن ہوا
بات نیّر آئی جب مدحِ امامِ عصرؑ تک
گرمیِ محفل بڑھی حسنِ بیاں روشن ہوا

شاخِ گل روشن ہوئی ہر آشیاں روشن ہوا
باغباں خوش ہے کہ سارا گلستاں روشن ہوا
دل پہ میرے جب پڑی نورِ امامت کی کرن
میرے ارمانوں کا بحرِ بیکراں روشن ہوا

چودھویں شعباں ہے ماہِ ضوفشاں روشن ہوا
اے جبینِ شوق سنگِ آستاں روشن ہوا
نورِ حق سے جگمگا اٹھی صراطِ مستقیم
مشعلِ راہِ ہدایت بارہواں روشن ہوا

کون ہے وجہِ قیامِ گلستاں روشن ہوا
دینِ ختم المرسلیں ہے جاوداں روشن ہوا
جلوۂ آخر بہارِ سرمدی کا ہے امیں
ہے بہارِ دیں بہارِ بے خزاں روشن ہوا

ظلمتِ باطل پہ تعینِ حق کا نشاں روشن ہوا
منتظر آنکھوں میں اِک شوقِ جواں روشن ہوا
اس تصور سے کہ ہوگا مہدیؑ دیں کا ظہور
جادۂ امید مثلِ کہکشاں روشن ہوا

کس کے آنے سے زمیں تا آسماں روشن ہوا
وہ جگمگ ہے کہ صحنِ دو جہاں روشن ہوا
تو نے دِل میں اے مہِ شعباں چھپایا تو بہت
پردے پردے میں مگر رازِ نہاں روشن ہوا

ہر یقیں روشن ہوا اور ہر گماں روشن ہوا
نورِ احمدؐ سے مکاں تا لامکاں روشن ہوا
اِس طرف غارِ مشیّت اُس طرف غارِ حرا
نورِ حق چمکا کہاں آکر کہاں روشن ہوا

نورِ محمدی

اسلام جس کو مرکزِ وحدت عطا ہوا
یوں حق سے پھر گیا کہ نفاق آشنا ہوا
ہے آرزو کہ جلد ہو تجدیدِ دینِ حق
فتحِ مبیں ہے وعدۂ فردا بنا ہوا

نورِ محمدی کا یہی سلسلہ ہوا
پہلے جو مصطفےٰ تھا وہ پھر مصطفےٰ ہوا
ہر جزو اپنے کُل سے بمعنی ہے متصل
خیرُ الوریٰ کا نور بھی خیرُ الوریٰ ہوا

اب تک نہ کچھ علاجِ دلِ مبتلا ہوا
تقدیرِ دہر کا نہ کوئی فیصلہ ہوا
غیبت میں کس مپرسیِ دارِ جہاں نہ پوچھ
لگتا ہے کوئی چھوڑ گیا گھر کھلا ہوا

پھر نور چاندنی ہے، چمن ہے کِھلا ہوا
پھر بھی فضا اداس ہے آخر یہ کیا ہوا
دھڑکن بتا رہی ہے دلِ کائنات کی
کوئی گذر گیا ہے اِدھر دیکھتا ہوا

اسلام راہِ حق سے ہے جیسے ہٹا ہوا
دلدل میں اختلافِ نظر کے پھنسا ہوا
اب تو مذاق بن گئی ساحل کی آرزو
کشتی میں جو بھی بیٹھ گیا ناخدا ہوا

شمعِ ہدایت

اگر عشقِ محمدؐ پر نہ تخلیقِ زمیں ہوتی
نشانِ آستاں ملتا نہ تسکینِ جبیں ہوتی

نہ پھر شامِ ابد ہوتی نہ صبحِ اولیں ہوتی
یہ ساری جلوہ گاہِ کُن مشیت میں کہیں ہوتی

اگر ذاتِ محمدؐ ہی نہ عالم میں مکیں ہوتی
کہاں یہ آسماں ہوتے کہاں اپنی زمیں ہوتی

چمن میں لالہ و گل یوں نہ پھر ساغر بکف آتے
نگاہِ فیض ساقی گر نہ جرأت آفریں ہوتی

اگر کوئی چمن پیرا نہ وعدہ کر گیا ہوتا
تو پھر کیوں منتظر نرگس کی چشمِ سرمگیں ہوتی

اگر ظلمت پہ چھا جاتی جمالِ رُخ کی تابانی
جہنم زارِ دنیا بھی مری خلدِ بریں ہوتی

تمنّا ہے کہ ہو آراستہ پھر بزمِ امکانی
حسیں خلوت تو ہے لیکن یہ جلوت بھی حسیں ہوتی
اگر کھُلتا دوبارہ رایتِ اسلام کا پرچم
بنامِ صاحبِ لولاک پھر فتحِ مبیں ہوتی
زمانہ جادۂ حق سے بھٹکتا راہِ تقویٰ میں
اگر ایمانِ غائب پر نہ شرطِ متقیں ہوتی
یہ لازم تھا کہ اپنے آخری شمعِ ہدایت کی
محافظ خود مشیّت کی نگاہِ دُور بیں ہوتی
نہ ہوتی لغزشوں کو گر تلاشِ آگہی نیّر
کسے پھر یاد ساقی کی نگاہ اولیں ہوتی

صاحبِ امرؑ

خالی ہے ابھی تک ذہن بشر پیغام نبیؐ سمجھا ہی نہیں
جیسے کہ ضیائے نورِ خدا دنیا نے کبھی دیکھا ہی نہیں
تاریکیِ باطل کیوں نہ بڑھے ایماں کی حرارت کیوں نہ گھٹے
عرصہ سے فضائے دہر میں وہ خورشید مبیں چمکا ہی نہیں
یہ ساری حیاتِ کون و مکاں اِک صاحبِ امر کے تابع ہے
ہے رُوح ہماری امرِ خدا یہ راز کوئی سمجھا ہی نہیں
چلتے ہیں اگر تو چلنے دو یہ بادِ مخالف کے جھونکے
جو شمعِ ہدایت گُل کر دے ایسا تو کوئی پیدا ہی نہیں
یہ آلِ محمدؐ کا جادہ جاتا ہے جو سیدھا جنت تک
منزل کی طرف بڑھتے چلئے اس راہ میں کچھ کھٹکا ہی نہیں

اللہ رے اُن کی دیدہ وری افسوس مری یہ کم نظری
وہ دیکھ رہے ہیں کب سے ہمیں اور ہم نے اُنھیں دیکھا ہی نہیں
ماتھے پہ شکن آئی نہ کبھی ایسی تھی گراں ظرفی دل کی
کہتے ہیں جسے سب صبر و رضا وہ جام کبھی چھلکا ہی نہیں
ادنیٰ سا شرف اک یہ بھی ہے اُس محرمِ رازِ مشیت کا
پردے میں خدا سے بات کرے ایسا تو کوئی بندہ ہی نہیں
اے کاش کبھی آتی یہ خبر خلوت میں چلے آؤ نیّر
مدّاحِ پیمبر اپنے ہیں اپنوں سے کوئی پردہ ہی نہیں

یقینِ فردا

رہِ دینِ ہدیٰ پر شمعِ عرفانی جلا دینگے
نشانِ پائے ختم المرسلیں کو جگمگا دینگے
نفاق و کفر شرک و بغض کو بالکل مٹا دینگے
یہ دنیا جو جہنم ہے اسے جنت بنا دینگے
بھٹکتے ہیں گروہوں میں خدا کے ماننے والے
پراگندہ جماعت کو رہِ حق پر لگا دینگے
کیا ہے جس نے بھی شیرازۂ دینِ مبیں برہم
وہ ایسے فتنہ کاروں کو خود ہی آکر سزا دینگے
نہ بخشے گا خدا بھی دین میں باطل پرستوں کو
یزیدیت کے ماروں کو جوابِ کربلا دینگے
نظر کو تاب نظارہ کے قابل اہلِ دل کرلیں
بڑی مشکل پڑیگی وہ اگر جلوہ دکھا دینگے

یقیں آجائے گا جس دن انھیں بیتابیِ دل کا
خدا رکھے اسی دن پردۂ غیبت اٹھا دینگے

بدل جائے گی دم میں امتِ بیمار کی حالت
ہوالشافی اگر کہہ کر وہ دامن کی ہوا دینگے

نہ آہٹ کوئی ملتی ہے نہ پردہ کوئی اٹھتا ہے
بالآخر ہم بھی انساں ہیں کہاں تک یوں صدا دینگے

جواب آئے نہ آئے تم پکارے جاؤ اے نیر
کبھی وہ دن بھی آئیگا کہ وہ دادِ وفا دینگے

عریضہ

نہ کوئی نامہ لکھوں گا نہ کوئی نامہ بر لونگا
میں اشکوں کے گہر دونگا مرادوں کے گہر لونگا

امامِ عصرؑ سے جو دور ہیں بھیجیں عریضے وہ
یہاں تو دل میں رہتے ہیں میں خود ہی عرض کر لونگا

تلاشِ حق

موت سے کچھ کم نہیں غیبت کا طولِ انتظار
صبح میری چاک دامن شام میری سوگوار
رازِ حق ایسا کہ جسکی خود مشیت پردہ دار
محرم ایسا جس پہ ہے رازِ دو عالم آشکار
کس طرح اپنی امانت میں نہ رکھے کردگار
صنعتِ خالق کا جب تو آخری ہے شاہکار
ہے ترے کردار میں کردارِ احمد کی جھلک
ہر طرح شانِ رسالت کا تو ہے آئینہ دار
تو نہ ہو جس دم تو گُل ہو یہ چراغِ مہر و ماہ
رونق بزمِ جہاں ہے تیرے دم سے برقرار
جھلملانے والی ہے طاقِ حرم میں شمعِ حق
کر رہی ہے کم ہوائے دہر نورِ اعتبار

لے چلی خطرے کی جانب واہمہ کی رہبری
ہے یقیں گم کردہ منزل درمیان نور و نار
چاہتا ہے ایک منزل ابنِ آدم کا فروغ
انقلابِ نو کی خاطر ہے زمانہ بے قرار
ایسے نازک موڑ پر ہے کاروانِ زندگی
ہیں بہم دست و گریباں بے زر و سرمایہ دار
نقشِ پا کے دیکھنے کو مضطرب ہیں مہر و ماہ
ڈھونڈتی ہے تیری منزل گردشِ لیل و نہار
عرض ہے نیرؔ کی مولا آئیے جلد آئیے
اہلِ ایماں کو کہیں ملتی نہیں جائے قرار

شعاعِ نور

ماہِ نو پہلے بنا پھر ماہِ تاباں بن گیا
چودھویں برجِ شرف میں بدرِ شعباں بن گیا
فیضِ نورِ حق سے ہر چہرہ درخشاں بن گیا
جلوۂ نورِ محمدؐ نورِ ایماں بن گیا

کفر و بیدینی میں جب سارا عرب تھا مبتلا
ایسے نازک دور میں اللہ و اکبر کی صدا
بھا گئی خالق کو یہ اپنے پیمبرؐ کی ادا
ابرِ رحمت یوں اُٹھا صحرا گلستاں بن گیا

فضلِ خالق سے نبیؐ کا سب ہی ہم آواز تھا
نعرۂ تکبیر میں اعجاز ہی اعجاز تھا
کُفر دینِ حق کے آگے یوں سپر انداز تھا
رفتہ رفتہ جو بھی کافر تھا مسلماں بن گیا

ذاتِ ختم المرسلیں روشنگرِ ہر دوسرا
غیب جسکی ابتدا غیبت ہے جسکی انتہا
جس کے اہلبیت کے سر پر ہے تاجِ ہل اتیٰ
گود میں پالا جسے فخرِ رسولاں بن گیا

مختلف حالات میں آتی رہی ذہنی خدا
آلِ احمدؐ کو فضیلت کی خدا نے سب عطا
عظمتیں سمٹیں سمٹ کر آگئیں زیرِ کسا
عظمتیں پھیلیں تو اس حد تک کہ قرآں بن گیا

پھر عجب اسلام تھا بعدِ رسولِ کردگار
ہر امامِ عصر تھا پیہم مصائب کا شکار
بغض جو آلِ نبیؐ سے تھا برائے اقتدار
ایک فتنہ تھا جو بڑھ کر برق ساماں بن گیا

کشتیِ آلِ نبیؐ طوفاں میں بھی چلتی رہی
آلِ احمدؐ کی فضیلت قلب میں پلتی رہی
ظلم کی زنجیر آہِ سرد سے گلتی رہی
حُبِّ آلِ مصطفٰےؐ خونِ رگِ جاں بن گیا

صاحبِ لولاک کے دم سے ہے ہستی کا نظام
پھر ضروری ہے رہے قائم زمانے کا امام
یہ حفاظت کا کیا ربِّ علا نے اہتمام
نورِ حق نیّر چراغِ زیرِ داماں بن گیا

اور ابھی ارزاں رہے گا ابنِ آدم کا لہو
امنِ عالم کی کرے گا آ کے اب وہ گفتگو
جو علی سرتا قدم ہے اور محمّد ہو بہو
پردۂ غیبت میں جو تقدیرِ انساں بن گیا

قرآن دیکھیں

راہِ حق دیکھنا چاہیں تو مسلماں دیکھیں
ہر جو توفیق کبھی کھول کے قرآں دیکھیں
صاحبِ امر پہ اور غیب پہ ایماں دیکھیں
تا کہ جب حشر میں پیغمبرِ ذی شاں دیکھیں
ہم کو احکامِ خدا سے نہ گریزاں دیکھیں

خود پسندوں کو نہیں دینِ خدا سے کوئی چاہ
ڈھونڈنے سے نہیں ملتا ہے کوئی حق آگاہ
حق نمائی کی نکل آئے کوئی غیب سے راہ
وقت وہ آن پڑا ہے کہ عیاذاً باللہ
اپنے سائے کو بھی اپنے سے گریزاں دیکھیں

اب کسی کو نہیں اظہارِ حقیقت کا ہوش
ایک مدت سے تصور کی ہے خالی آغوش
لفظ ظاہر ہیں مگر جلوۂ معنی روپوش
ایسی صورت میں بھی ہے مصحفِ ناطق خاموش
دل پریشاں ہے کہ اب کونسا قرآں دیکھیں

دینِ حق سُست ہے اقوام زمانہ چالاک
دل کے آئینوں پہ ہے بُغض و عداوت کی خاک
دشمنِ آلِ محمدؐ کے ارادے ناپاک
آگہی خوف زدہ دستِ جنوں ہے بیباک
اب کہاں ہوش کہ ہم چاکِ گریباں دیکھیں

فتنہ سازوں نے کیا دین کا پیکر ٹکڑے
جیسے کربل میں ہوا لاشۂ سرور ٹکڑے
معجزہ ہے نہ ہوا خانۂ داور ٹکڑے
ورنہ آئینۂ ملت کے بہتر ٹکڑے
اتنے ٹکڑوں میں کہاں جلوۂ ایماں دیکھیں

ایسی ظلمت میں نظر آئے کہاں سے ساحل
موج کوئی نہیں پیغامِ سکوں کی حامل
حق اگر کہہ دوں تو مشکل نہ کہوں تو مشکل
چشمِ ظاہر کے لئے حق نگری لا حاصل
دل کی آنکھیں ہوں تو ہم جلوۂ یزداں دیکھیں

آتشِ ہجر سے کب تک دلِ شاعر دہکے
ہوک سی اٹھتی ہے سینے میں مرے رہ رہ کے
جب ہوا آئی تو ہر زخمِ جگر کے مہکے
آہِ سوزاں سے بھی اشکوں کے شرارے لپکے
بڑھ کے جاتا ہے کہاں شعلۂ داماں دیکھیں

غیر کے در پہ ہو اسلام کا سر خم کب تک
اشکِ امید سے دامن کو کریں نم کب تک
آخرش ہادیٔ برحق کا کریں غم کب تک
باغباں پردۂ غیبت میں ہے پھر ہم کب تک
برق کے ہاتھ میں تقدیرِ گلستاں دیکھیں

آلِ احمدؐ کی فضیلت کو مٹانے والے
دور سے گلشنِ فردوس دکھانے والے
آبِ کوثر کی جگہ زہر پلانے والے
ایسے بیدرد مسیحا ہیں زمانے والے
درد دیکھیں نہ مرے درد کا درماں دیکھیں

المدد حجّتِ دیں نائبِ سلطانِ اُمم
سب خدا بن گئے جو ہم نے بنائے تھے صنم
اب تو نیّر ہے فقط منتظرِ چشم کرم
اُس طرف آپ پکاریں اِدھر اُٹھ جائیں قدم
جوشِ لبیک میں صحرا نہ گلستاں دیکھیں

تاجدارِ امامت

جلال و جاہ کبھی وجہ افتخار نہیں
جسے ہو تاج کی حاجت وہ تاجدار نہیں
کلاہ سر پہ نہیں، تختِ زرنگار نہیں
امام وہ ہے جسے طمعِ اقتدار نہیں

نبیؐ ہیں شمس تو بارہ امام ہیں ہالا
نبیؐ کے بعد ہر اک اِن میں افضل و اعلیٰ
امام عوام میں رہ کر عوام سے بالا
امام دانۂ تسبیح میں شمار نہیں

جو سحر ہو اُسے ہم معجزہ نہیں کہتے
ہر ایک دین کو دینِ ہُدیٰ نہیں کہتے
ہر ایک تیغ کو تیغِ خُدا نہیں کہتے
جو ہاتھ میں نہ علیؑ کے ہو ذوالفقا نہیں

خدا کو تم نے جو دیکھا نہیں تو کیا جانو
خدا کے واسطے اتنا مرا کہا مانو
وسیلہ ڈھونڈھ لو پہلے تو اس کو پہچانو
خدا وجود تو رکھتا ہے آشکار نہیں

نبیؐ و آلِ نبیؐ کی فضیلتیں دیکھو
اُٹھائیں دیں کیلئے کیا صعوبتیں دیکھو
سمجھنا چاہو تو قرآں کی آیتیں دیکھو
جہانِ فکر میں کچھ خوف گیر و دار نہیں

بہت سے اہلِ ہوس زر خرید اب بھی ہیں
نفاق و کفر میں مسلم شدید اب بھی ہیں
حسینؑ ہی تو نہیں ہیں یزید اب بھی ہیں
ابھی زمانہ امامت کو سازگار نہیں

زباں سے دوست ہیں لیکن وہ دل سے ہے دشمن
منافقت کی ہے مظہر عدو کی ہر چتون
جو اہلبیتِ رسالت کا چھوڑ دے دامن
بنے وہ لاکھ مگر اس کا اعتبار نہیں

اُسی کی سمت وہ جھک جائے جو اُسے زر دے
جو سامنا کہیں باطل کا ہو تو سر دھر دے
نبیؐ کے حکم کو سُن کر جو اَن سُنی کر دے
نبیؐ کی بزم میں ایسوں کا اعتبار نہیں

خدا کے نور سے کُن کا چراغ جلتا ہے
نبیؐ کے بعد وہ اِک سلسلے سے چلتا ہے
ضرورتاً یہ امامت میں نوُر ڈھلتا ہے
کسی بشر کو بجھانے کا اختیار نہیں

وہی ہوا ہے مناسب جو تھا مشیّت میں
جو نوُر، غارِ حرا میں تھا وہ ہے غیبت میں
خدا نے نور کو اکثر لیا حفاظت میں
بجز خدا کے کوئی اس کا ذمہ دار نہیں

نظامِ دہر سے یہ بات ہوگئی ظاہر
غروبِ شمس و قمر سے بھی ہے یہی ظاہر
امامِ عصرؑ ہیں پوشیدہ تھے کبھی ظاہر
شہود غیب ہے گر حکم کردگار نہیں

زباں نہ بدلو کہ طرزِ سخن نہ بدلے گا
نہ بدلے ہم تو یہ رسمِ کہن نہ بدلے گا
ہزار گُل کھلیں رنگِ چمن نہ بدلے گا
لہو شہیدوں کا گر شاملِ بہار نہیں

یہ حکمِ ربِّ دو عالم ہے ہر کہیں کے لئے
قرآن پاک ہدایت ہے متقین کے لئے
قرآں میں شرط ہے اِک غیب پر یقیں کے لئے
کہ صرف کلمے پہ ایماں کا انحصار نہیں

زمانہ دیکھ لے نیّر امام کی عظمت
جہاں میں پھر سے ہو قائم محمدی سطوت
خدا کرے کہ اُٹھے جلد پردۂ غیبت
نگاہِ شوق کو اب تابِ انتظار نہیں

حجّتِ آخر

ماہِ شعباں کو شرف جب مہِ انور سے ملا
نورِ حق ہم کو اُسی ذاتِ مُطہّر سے ملا
دل کو ایماں اُسی قرآن کے پیکر سے ملا
حجّتِ دینِ خدا جانِ پیمبرؐ سے ملا

فکرِ پرواز کو جبرئیل کا شہپر مانگے
قطرۂ اشکِ مسرّت بھی سمندر مانگے
شیشۂ دل کرمِ ساقیِ کوثر مانگے
مجھ کو یہ بختِ رسا مالکِ اشترؓ سے ملا

جسکی صورت سے عیاں شانِ رسولِ اکرم
جسکی غیبت میں نہاں رازِ بقائے عالم
کل جو کھولے گا زمانے میں حسینی پرچم
وہ امام آج ہمیں خالقِ اکبر سے ملا

جس کو احمد سا بنایا ہے یدِ قدرت نے
جس کے انوار کو جب گھیر لیا ظلمت نے
بڑھ کے خود اپنی حفاظت میں لیا رحمت نے
پردۂ غیب اُسے مرضیِ داور سے ملا

ہو وہ ایمان کہ عرفان کہ قرآں کہ نماز
سجدۂ نیم شبی یا دلِ سوزاں کہ گداز
غیبتِ مہدئ دیں اور امامت کے راز
جس کو جو کچھ بھی ملا فاطمہ کے گھر سے ملا

گوشِ دل کھولئے اللہ رے یہ بے خبری
اب بھی کہتا ہے یہی نالۂ مرغِ سحری
ہو صداقت کہ شجاعت کہ حقیقت نظری
دینِ حق کو جو ملا سبطِ پیمبر سے ملا

آلِ احمدؐ سے جو رکھتے تھے محبت دیکھو
جذبۂ حبِ علیؑ حق کی حمایت دیکھو
ہاں محمدؐ بنِ ابی بکر کی سیرت دیکھو
جس کو ایمانِ مکمل درِ حیدرؑ سے ملا

جو بجا لاتے رہے اپنے نبیؐ کا ارشاد
کلمۂ حق کے ادا کرنے میں ہر دم آزاد
وہ ہوں سلمانؓ کہ عمارؓ کہ بوذرؓ، مقدادؓ
سب کو ایماں کا گہر دامنِ حیدرؑ سے ملا

اب تو نیّرؔ دلِ بیمار کا چارہ ہے یہی
یا علیؑ کہہ کے بڑھیں وقت کا نعرہ ہے یہی
حضرتِ حجتِ دیں کا بھی اشارہ ہے یہی
بڑھ کے اے جوشِ ولا ہاتھ ابوذرؓ سے ملا

شکوۂ روزگار

دیدنی ہے خانۂ عالم کا نیرنگِ نظام
ایک میکش چھینتا ہے دوسرے میکش سے جام
ایٹمی طاقت کے بل پر ہے سیاست شاد کام
ہے رواں سوئے ہلاکت کاروانِ تیز گام
ڈر یہ ہے اپنے ہی ہاتھوں اپنی شامت آنہ جائے
آپ کے آنے سے پہلے ہی قیامت آ نہ جائے

افتراقِ نسل و قومیت کا پھیلا یا ہے جال
جس کے پھندے میں وقارِ آدمیت پائمال
ہر نفس بارِ گراں ہے زندگانی ہے وبال
امن و راحت کی تمنا ہو گئی خواب و خیال
یہ مزاجِ ابنِ آدم راہ پر کب آئے گا
کب نجات انسان آخر کشمکش سے پائے گا

کالے گورے کی عداوت جنگِ نسل و رنگ ہے
حبشیوں کے واسطے جیسے کہ دنیا تنگ ہے
یہ تمدن کی ادا ہی باعثِ صد ننگ ہے
یہ صدا بے سوز ہے یہ ساز بے آہنگ ہے

مغربیت کے پجاری لیں حرم سے یہ سبق
مختلف اقوام ہیں باب اخوت کے ورق

اقتصادی کشمکش سے سارا عالم ہے دوچار
مختلف طبقوں میں ہو کیسے توازن برقرار
ہم غریبوں کے لئے ہے جانِ شیریں ناگوار
کوہکن اپنے ہی گھر ہے کس مپرسی کا شکار

عشق بے خود ہو چلا ہے اور جنوں ہشیار ہے
موت کا کیا ذکر ہے اب زندگی دشوار ہے

کیا بتائیں آپ سے دنیا ہے کتنی بے ادب
ہند ہو یا پاک ہو یا مصر یا روم و عرب
رقص کرتی بے حیا بجتے ہیں جب سازِ طرب
اس تمدن کے گلے کا ہار ہے بنتُ العنب

ہوتا جاتا ہے مسلماں علمِ قرآنی سے دور
دل تو ہیں سینوں میں لیکن نورِ ایمانی سے دور

ہے کہیں روئے زمیں پر ملحدانہ انصرام
اور کسی حصّے میں ہے سرمایہ دارانہ نظام
امن کی تدبیر میں پنہاں ہے جنگی اہتمام
ڈھل کے آتی ہے نئے فتنوں میں جیسے صبح و شام

وقت لے آیا بنی آدم کو ایسے موڑ پر
چارہ گر بیمار ہے رہزن جہاں ہے راہبر

یہ سیاست یہ تمدّن کاش جل کر خاک ہو
شور و شر جنگ و جدل سے ساری دنیا پاک ہو
جلوہ گر عالم میں نورِ صاحبِ لولاک ہو
یہ زمینِ پست اپنی ہمسرِ افلاک ہو

شرق سے تا غرب پھیلے نور ایمان کی ضیا
گونج اٹھے چاروں طرف اللہ و اکبر کی صدا

لمحۂ فکریہ

شیطان اور منافقین اسلام کی تخریبی سرگرمیوں کے پیشِ نظر

منافق اور شیطان

ہے بہ ظاہر دونوں کو اقرارِ وحدت دیکھئے
کرتا ہے قرآں مگر دونوں پہ لعنت دیکھئے
ہیں منافق اور شیطاں ایک سکے کے دو رُخ
بُغضِ آدم دیکھئے بغضِ رسالت دیکھئے

اسلام سورۂ منافقون کی روشنی میں

کہتا ہے قرآں مسلمانوں میں فاسق بھی تو ہیں
دیں کے شیدا ہی نہیں دنیا کے عاشق بھی تو ہیں
اے نگاہِ حق نگر تو کلمہ گویوں پر نہ جا
سب یہ مومن ہی نہیں ان میں منافق بھی تو ہیں

منافق کا قول

لائے ہم اسلام ہم نے کفر کے طعنے سہے
مسجدِ نبوی میں پھر بھی روز ہم جاتے رہے
ہم تو رکھیں گے مقدم دین پر ذاتی مفاد
مصطفےٰ کچھ بھی کریں قرآن جو چاہے کہے

بد ترین دشمن

کلمہ تو پڑھ رہے ہیں جگر داغدار ہے
بدر و حُنین کا ابھی دل میں غبار ہے
کیا جانے کھود ڈالیں یہ کب روضۂ رسولؐ
ایسوں کے قول و فعل کا کیا اعتبار ہے

منافق اور حسینؑ

جس سے جتنی بھی محمدؐ کو محبت دیکھئے
اُس سے اتنی ہی منافق کو بھی نفرت دیکھئے
سیدالشہدا کہیں شبیرؑ کو تو ہوں خفا
اِن یزیدیت کے ماروں کی خباثت دیکھئے

○

ہیں مسلمانوں میں بیتر اک سے اک بڑھ کر یزید
سیکڑوں ان میں شمر ہیں اور ہزاروں ہیں ولید
یہ تو کہئے جسم وہ رکھتا نہیں مجبور ہیں
ورنہ ابتک کر دئے ہوتے خدا کو بھی شہید

○

اِس گروہِ کم نظر کا پیر و مرشد ہے یزید
روزِ عاشورہ ہے جس کے واسطے اک یوم عید
یہ منافق ہیں انھیں تخریب کاری سے ہے کام
ان کے ہاتھوں ہو رہی ہے دین کی مٹی پلید

عذرِ گناہ

روئیں وہ جو قائل ہوں مماتِ شہدا کے
ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

(سہیل اعظمی)

جواب

ہے زندۂ جاوید کا غم بھی غمِ جاوید
پھر کیا ہے کہ شبیرؑ کا تم غم نہیں کرتے
ہے عذرِ گنہ آپ ہی غمازِ حقیقت
قاتل کبھی مقتول کا ماتم نہیں کرتے

اِسلئے

واقعاتِ کربلا سب جان لیں ایسا نہ ہو
اور یزید اقوامِ عالم میں کہیں رسوا نہ ہو
سہم جاتے ہیں یزیدی سُن کے شورِ یاحسینؑ
ظلم اب یہ بھی ہے ہم پر ظلم کا چرچا نہ ہو

اَجرِ رسالت

کہا سب نے نبیؐ سے ذاتِ والا عینِ رحمت ہے
نکالا کفر سے ہم کو یہ اِک واضح حقیقت ہے
یہ خواہش ہے کہ دیں اجرِ رسالت کچھ تو فرمایا
مُودّت میرے قُربا کی یہی اجرِ رسالت ہے

○

دشمنوں نے کیا دیا اجرِ رسالت دیکھئے
مصطفٰےؐ کے اقربا سے یہ عداوت دیکھئے
گہ فدک، گاہے جمل، صفیّن گہ زہرِ دغا
پھر زمینِ کربلا پر قتل و غارت دیکھئے

قُل لّا اَسئلُکُم علیہِ اجراً اِلّا المَوَدّۃَ فی القُربیٰ ۝ (سورۃ الشوریٰ)

اے رسول کہہ دو کہ میں تم سے اجرِ رسالت کچھ نہیں چاہتا بجز اس کے کہ میرے قرابت داروں (اہلبیت) سے محبت کرو۔

پنجتنؑ

آیۂ تطہیر سے پوچھو نشانِ پنجتنؑ
وادیِ نجراں میں دیکھو چل کے شانِ پنجتنؑ
گنبدِ خضرا، نجف اشرف، بقیع محترم
پانچواں ہے کربلا میں آستانِ پنجتنؑ

علَم

ظلم کر کے تھک چکے ہیں دشمنانِ پنجتنؑ
پھر بھی باقی ہے ابھی نام و نشانِ پنجتنؑ
بیعتِ فاسق کی مانع اس کی پانچوں انگلیاں
پنجتنؑ کا ہے علَم پنجہ نشانِ پنجتنؑ

آگ کا ماتم

جذباتِ مودت جب سینے میں مچلتے ہیں
تب جوشِ عقیدت میں ہم آگ پہ چلتے ہیں
اعجازِ حسینی سے گلزار ہوئی آتش
شبیرؑ کے دشمن کیوں بن آگ کے جلتے ہیں

منافق اور صادقین

قرآن ہی سے پوچھئے منافقین کون ہیں
وہ کذب و مکر و افترا کے شائقین کون ہیں
خدا کا حکم جب یہ ہے کہ صادقین کا ساتھ دو
مباہلہ بتائے گا کہ صادقین کون ہیں

مباہلہ

نبیؐ کے ساتھ ساتھ ہر معاملے میں کون تھا
وہ کاذبین پہ لعن کے مقابلے میں کون تھا
نبیؐ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ کے سوا
کہو قسم قرآن کی مباہلے میں کون تھا

الکشن اور اسلام

بنا اللہ نے رکھی الٰہیہ حکومت کی
اُدھر سے سربراہ آیا لئے مشعل رسالت کی
نہ اس میں دخل الکشن کا نہ آئینِ ساز مجلس کا
اُدھر ہی سے کتاب اک آئی آئینِ شریعت کی

○

خدا کی جب حکومت ہے خدا کا آدمی ہوگا
اُدھر ہی سے نبیؐ آیا اُدھر ہی کا وصی ہوگا
الکشن کی روایت ہے نہ حکمِ ربِّ عزّت ہے
مگر شیطان یہ کہتا ہے جو میں چاہوں وہی ہوگا

شیطان بارگاہِ احدیت میں

کہا شیطاں نے یا اللہ ہم نے سر بہت مارا
مگر اُترا نہ تیرے دین کا چڑھتا ہوا پارا
بڑی مشکل سے آخر ہم نے حبلُ اللہ کو توڑا
بہت خوش ہوں کہ تیرا دین ہے اب فتنوں کا گہوارا

شیطان اور صراطِ حق

وہ سب مل کر نہ کر پائے جو شیطاں نے کیا تنہا
ہٹا کر سلسلہ سارا خدا کو کر دیا تنہا
کہا اُس نے نبیؐ کی راہ تو جاتی ہے طیبہ تک
مگر اللہ تک جاتا ہے میرا راستہ تنہا

سلام اور بدعت

نبیؐ کو کہتے ہو مجنوں خدا کا بھی نہیں کچھ ڈر
نبیؐ مُردہ ہیں کہتے ہو کہ بدعت ہے سلام اُن پر
نبیؐ جیسے بھی ہیں لیکن خدا کو کیا کہو گے تم
خدا قرآں میں کہتا ہے درود اُن پر سلام اُن پر

غلط فہمی

قرآں میں وَابتَغُو ہے وہ کچھ اور پڑھ گئے
شیطٰن سے ہر مقام پہ دو گام بڑھ گئے
جوشِ خدا رسی میں وسیلوں سے بے نیاز
زینے سے گر پڑے ہیں سمجھتے ہیں چڑھ گئے

بندۂ شیطٰن

عقلوں پہ بہر صورت شیطٰن کے پہرے ہیں
تخریب کے کاموں کے موقع بھی سنہرے ہیں
وہ جادۂ ایماں پر پھر کیسے قدم رکھیں
جو آنکھ کے اندھے ہیں اور کان کے بہرے ہیں

گمراہوں کو مشورہ

کوئی مذہب نیا تم سب چلا لیتے تو اچھا تھا
نقابِ لا الٰہ رُخ سے ہٹا لیتے تو اچھا تھا
نبیؐ جاہل مگر شیطاں معلم تھا ملائک کا
پیمبر اپنا شیطاں کو بنا لیتے تو اچھا تھا

جُراُتِ اظہار

علیؑ کا کون ہے مدِ مقابل کیوں نہیں کہتے
مجسّم ہیں علیؑ ایمانِ کامل کیوں نہیں کہتے
اگر اللہ کا ڈر ہے تو پھر شیطاں سے کیا ڈرنا
جو حق ہو اُس کو حق، باطل کو باطل کیوں نہیں کہتے

صداقتِ گفتار

ہے جس کا دیں اُسی کا حکم بھی دیں میں مناسب ہے
اطاعت غیر کی کرنا نہ سنّت ہے نہ واجب ہے
صداقت کیش ہو جاؤ نکالو چور کو دل سے
جو قاتل ہے وہ قاتل ہے جو غاصب ہے وہ غاصب ہے

پیمانۂ ایماں

تو نہ جس کی حق سے لگ جائے وہ دیوانہ نہیں
روشنی سے جو گریزاں ہو وہ پروانہ نہیں
حبِّ آلِ مصطفےٰؐ سے تو لئے ایمان کو
صرف پیمانہ یہی ہے کوئی پیمانہ نہیں

حبل اللہ

اسلام مسلماں کے لئے حبلِ متیں ہے
پیمانِ اخوت ہی فقط حاصلِ دیں ہے
اللہ رے مسلم ترے کردار کی پستی
ایماں ہے کہیں، دِل کہیں، قرآن کہیں ہے

صلاحِ نیک

اللہ کے مذہب میں پیغام اخوت ہے
شیطاں کے مسلک میں فتنہ ہے عداوت ہے
دو راہوں میں جو بہتر ہو اُس پہ قدم رکھو
اِک راہ میں دوزخ ہے اِک راہ میں جنت ہے

نوٹ :- نَحنُ اَقرَبُ اِلَیہِ مِن حَبلِ الوَرِید

ایک واعظ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں پھر مسلمانوں کی کتنی بڑی جہالت ہے کہ جو اتنا قریب ہے اس سے نہیں مانگتے کہتے ہیں "یا حسینؑ" وہ کربلا میں ہیں وہ کسی کو کیا دیں گے۔ "یا علیؑ" وہ نجف میں ہیں وہ کیا دیں گے۔ "یا خواجہ" وہ اجمیر میں ہیں وہ کسی کو کیا دے سکتے ہیں۔

جوابِ جاہلاں

کہاں کعبے کو جاتے ہو وہ کیا اُس میں مکیں ہوگا
زمیں پر سجدہ کرتے ہو وہ کیا زیرِ زمیں ہوگا
دُعا کا ہاتھ سوئے آسماں تم کیا اُٹھاتے ہو
رگ گردن پہ پھیرو ہاتھ گردن میں کہیں ہوگا

یہ سجدے کرتے ہو زمیں پر جب
وہ کیا زیر زمیں ہوگا

اٹھا کر ہاتھ کرتے ہو دعا کس واسطے پھر

نبیؐ اُمّی

کیا علومِ دو جہاں کے مصطفےٰ حامل نہ تھے
کیا پڑھاتے علم و حکمت گر کسی قابل نہ تھے
لفظ اُمّی کا ہے مطلب ساکنِ اُمّ القریٰ
اسلئے اُمّی تو تھے لیکن نبیؐ جاہل نہ تھے

جہالت

بنا رکھا ہے مذہب کو سیاست کیوں نہیں کہتے
بڑے احمق ہو تم اپنی حماقت کیوں نہیں کہتے
نبیؐ کو اپنے جاہل کہہ رہے ہو کیسے جاہل ہو
پھر اپنے دین کو دینِ جہالت کیوں نہیں کہتے

اہلبیتؑ اور منافقین

تھے اہلبیتؑ رحمدل منافقین فتنہ گر
یہ کفر پر شدید تر وہ کفر میں شدید تر
نبیؐ کے اہلبیتؑ نے نفاق و کفر کے خلاف
لُٹا دیا ہے اپنا گھر کٹا دیا ہے اپنا سر

وسیلہ

وابتغوا الیہ الوسیلہ

گر وسیلے سے نہ مانگو تو دُعا کچھ بھی نہیں
گر زباں منہ میں نہ ہو تو مدّعا کچھ بھی نہیں
کان تک لفظوں کو جو پہونچاتی ہے وہ ہے ہوا
یہ وسیلہ گر نہ ہو تو پھر صدا کچھ بھی نہیں

رضی اللہ

کی جب شب ہجرت نے ایمان کی نیا ضی
قرآں کی قسم کھا کر یہ کہنے لگا ماضی
جب اپنی رضا دیدی خالق نے علیؑ ہی کو
جب تک نہ ہوں وہ راضی کیا ہوگا خدا راضی

مخاصمت

کیا جانے پیمبرؐ سے تھی کیوں انھیں ناراضی
جو باغِ فدک لیکر بھی ہو نہ سکے راضی
اولادِ محمدؐ پہ وہ ظلم و ستم ڈھائے
تاریخ کے گوشے میں شرما کے چھپا ماضی

(یونیورسٹی آف گاڈ)

درسگاہِ الٰہیہ

درسگاہِ دین کیا ہے یہ سُنیں اہلِ نظر
ہے ازل سے یہ ادارہ دو جہاں میں معتبر
درسگاہِ دیں بڑی ہے ابنِ آدم کے لئے
درسگاہِ دیں کا نیّر خود خدا ہے چانسلر
کہتے ہیں اسلام جس کو وہ ہے تعلیمی نصاب
اس نصابِ حق نما سے ہے زمانہ باخبر
منصبوں کا ہے تقرر خود خدا کے ہاتھ میں
اس میں رائے عامہ کا ہو نہیں سکتا گذر
ناظمِ اعلےٰ ادارے کے محمد مصطفےٰ
جن کو بھیجا ہے خدا نے کر کے دانش چانسلر

ایک لاکھ چوبیس ہزار اس میں معلم آچکے
کر چکا اسلام سب کو علم دیں سے باخبر
منتظم ہیں حق کی جانب سے علیؑ مرتضیٰ
اس ادارے کے یہی ہیں پرنسپل و منیجر
کہتے ہیں قرآن جس کو وہ ہے سرکاری گزٹ
اس گزٹ میں درج ہیں سرکار کے سب سرکلر
درسگاہِ ایزدی کے امتحاں ہیں پریکٹیکل
زندگی تعلیم ہے اور امتحاں ہے عمر بھر
نامۂ اعمال ہی ہیں امتحاں کی کاپیاں
اور کراماً کاتبیں لکھتے ہیں اعمالِ بشر
اہلبیتِ مصطفٰے ہیں مختلف شعبوں کے ہیڈ
اور علیؑ مرتضیٰ ہیں اُن میں سب سے سینئر
درسگہ میں ایک نیتر شعبۂ نسواں بھی ہے
جسکی ہیڈ خاتونِ جنت، دخترِ خیر البشر
چل رہا ہے مدتوں سے درسگاہِ ایزدی
اس میں گیارہ ہیں پروفیسر پرنسپل چھوڑ کر
جس نے بھی اپنے پرنسپل کی اطاعت دل سے کی
اس کو ایماں کی سند دیتا ہے وائس چانسلر

پاس ہو کر جو بھی نکلا وہ معزز ہو گیا
بوذر و سلمانؓ وغیرہ سب ہیں ڈگری ہولڈر
درسگہ میں خلفشار اس وقت سے پیدا ہوا
وہ بھی داخل ہو گئے شیطاں تھا جنکا راہبر
بند لیکن ہو سکی ہرگز نہ یونیورسٹی
فتنہ سازی کرتے رہتے تھے برابر فتنہ گر
درسگہ برباد کرنے کا چلا خفیہ نظام
اہلِ ایماں کو کیا قرآں نے فوراً باخبر
یہ منافق ہیں پڑھیں گے کیا ہیں شیطاں کے مُرید
اس ادارے سے نکالا جائے اُن کو بے خطر
جتنا یہ بگڑے پرنسپل سخت تر ہوتا گیا
اُنکے رسٹی کیٹ کرنے کا نکالا آرڈر
پھر تو رسٹی کیٹ ہونے کا گزٹ بھی ہو گیا
ساتھ ہی جاری ہوا اک چانسلر کا سرکلر
درسگہ سے ہو کے خارج پھر رہے ہیں بے کِلی
بیٹھنے دیتے نہیں درجہ میں اُنکو پروفیسر
امتحاں جو دے چکے اُسکا نتیجہ یہ ہوا
نامۂ اعمال کی کاپی پہ نمبر ہے صفر

درسگاہِ دیں میں نیرؔ پھر تو مومن رہ گئے
بن گیا حبِّ علیؑ ہی کامیابی کا ثمر

ہم سبھی اکثر امتی ہیں، اہلبیتؑ اکثر امر
اور محمدؐ مصطفٰےؐ ہیں آپ ہی پرچہ سیٹر

پاس ہونے کے لئے لازم ہے کچھ حسنِ عمل
اور سفارش بھی اسی صورت میں ہوگی کارگر

ممتحن چاہے بھلا کرنا تو نمبر دے کہاں
کاپیاں سادی ہی ہم نے چھوڑ رکھی ہیں اگر

ہے خلوصِ عشق پر حسنِ عمل کا انحصار
اور خلوصِ عشق ہے حُبِّ علیؑ پر منحصر

دِل کو آئینہ بنا دیتی ہے حُبِّ اہلبیتؑ
جس میں صورت مصطفٰےؐ کی صاف آتی ہے نظر

نام عرفانِ محمدؐ کا ہے عرفانِ خدا
بن محمدؐ کے خدا ملتا نہیں اے دیدہ ور

چاہیئے ایماں کے سانچے میں ڈھلے قول و عمل
درسگاہِ دین کی تعلیم یہ ہے مختصر

طاعتِ حکمِ خدا ہے طاعتِ حکمِ نبیؐ
طاعتِ اربابِ امر ہے طاعتِ خیر البشر

راستے دو پیر ملیں ہیں اہدنا کہتے رہو
ایک پر ہیں اہلِ نعمت ایک پر ہیں اہلِ شر
دیکھ کر چلیئے کدھر کو ہے صراطِ مستقیم
نقشِ پائے مرتضیٰؓ ہی ہے چراغِ رہگذر
"نامۂ اعمال" کی کاپی پہ لکھواتے رہیں
قبل ازیں نگراں ملک کہہ دے کہ ٹائم از اوور

اَطیعو اللّٰہ و اَطیعو الرسولؐ

جذبۂ طاعت نہ ہو دل میں مسلماں گر لئے
ہے عبث پڑھتا رہے قرآں وہ دن بھر لئے
ہو بسر موفرق طاعت میں تو پھر شیطان ہے
کیساءِ ابد! پھر رہا ہے لعنتِ داور لئے

اُولی الامرؐ

جاہ وجلال دیں کیلئے قہر بن گیا
سمجھے تھے جس کو شہد وہی زہر بن گیا
یوں طاعتِ خدا و نبیؐ کا اڑا مذاق
ہر بادشاہِ وقت اُولی الامر بن گیا

عظمتِ معراج

مدحِ احمدؐ وسعتِ لفظ و بیاں سے دور ہے
بات اپنے دل کی ہے پھر بھی زباں سے دور ہے
مہر و مہ سے بھی پرے ہے کہکشاں سے دور ہے
کارواں سالارِ عالم کارواں سے دور ہے
ٹوٹ جائے کیوں نہ دم میں بندشِ لیل و نہار
جب سفر ہی گردشِ ہفت آسماں سے دور ہے
منزلِ معراج ہے اک منزلِ علم و یقیں
عظمتِ ختمِ رسلؐ وہم و گماں سے دور ہے
ہے صدا اُدنُ الیّ کی حدِ قوسین پر
مہماں نزدیک ہو کر میزباں سے دور ہے
ایک حادث غیر حادث میں تھا ممکن جتنا فرق
یہ مکاں والا ابھی اتنا لامکاں سے دور ہے

ارتقائے ابنِ آدم کیوں نہ حیرت زدہ
راز داں ہو کر بھی اپنے راز داں سے دُور ہے

قدس کی خلوت میں ہے محبوب سے راز و نیاز
گفتگوئے مختصر شرح و بیاں سے دُور ہے

کر سرِ تسلیم خم پیشِ نبیؐ و اہلبیتؑ
اُس جبیں پر حیف ہے جو آستاں سے دُور ہے

کیا وہ گوہر بن سکے گا جو ہے محرومِ صدف
قطرہ ہی وہ کیا جو بحرِ بیکراں سے دُور ہے

طاعتِ ختمِ رسُل سے کیوں کرے نیّر گریز
اُسکی منزل کیا جو میرِ کارواں سے دُور ہے

عظمتِ پیمبرؐ

ہم کیسے الگ سمجھیں خالق کو پیمبرؐ سے
نکہت کو گلِ تر سے قطرے کو سمندر سے

خالق نے سجایا خود محبوب کے پیکر کو
لولاک کے سہرے سے اوصاف کے زیور سے

کفّار کے دل جیتے تعلیم محمدؐ نے
اخلاص کے پیکاں سے، اخلاق کے خنجر سے

عرفانِ الٰہی کی نرم آنچ دکھائی جب
وہ موم ہوئے گل کر دل جنکے تھے پتھّر سے

انساں کو چھڑایا ہے تعلیم پیمبرؐ نے
اوہام کے پھندے سے اصنام کے چکر سے

اسلام کے آئین نے قرآں کا لقب پایا
اک قوم نئی ابھری تعلیم پیمبرؐ سے

وہ آج سکھاتی ہے اندازِ جہانبانی
جو قوم کہ لڑتی تھی اپنے ہی مقدّر سے

اللہ نے جب بھیجا اک ناصرِ دینِ حق
کعبے کو کیا طاہر پھر بازوئے حیدر سے

گھر والوں کو پہنایا وہ خلعتِ نورانی
چھن چھن کے ضیا نکلی تطہیر کی چادر سے

پیمانِ اُخوّت سے انکو بھی ملی عزّت
نفرت کے جو بھڑکے مارے الفت کے جو بھڑکے تر سے

اندازِ عبادت بھی تعلیم شجاعت بھی
جو جسنے بھی پایا ہے پایا ہے اسی گھر سے

ہو سجدۂ شبیری یا زورِ یدُاللّٰہی
دونوں نے سند پائی اللہ و پیمبر سے

کیوں فکر نہ ہو نازاں اس اوج پہ اے نیّر
پروانہ ملی اس کو جبریلؑ کے شہپر سے

کعبہ آج دیکھیں گے

ولی اللہ کے گھر سے جو نعمت آج دیکھیں گے
جو اہلِ دل ہیں وہ رازِ مشیّت آج دیکھیں گے
نظر والے امامت کی کرامت آج دیکھیں گے
جو دَر دیکھیں گے حیدر کی فضیلت آج دیکھیں گے

مشیّت کی ادا پہ مُسکراتا ہے قمر کیسا
حرم کی آنکھ تھی بے نور، یہ نورِ بصر کیسا
مقفل کعبہ پھر دیوارِ کعبہ میں یہ دَر کیسا
بتانِ کعبہ موقع کی نزاکت آج دیکھیں گے

مَلک عرشِ بریں سے لیکے فوراً یہ خبر آیا
مبارک ہو مبارک ناصرِ خیر البشر آیا
تمنّا بنکے اِک بچہ دلِ کعبہ میں دَر آیا
چلو ہم بھی ابو طالبؑ کی قسمت آج دیکھیں گے

چلے اصنام کا اب کوئی بھی حربہ ہے ناممکن
اٹھائے کفر اب کوئی نیا فتنہ ہے ناممکن
خدا کے گھر میں غیر اللہ کا قبضہ ہے ناممکن
صنم خود اپنا مستقبل بحسرت آج دیکھیں گے

محمدؐ کی حکومت میں علیؑ کی بادشاہت ہے
محمدؐ کی اطاعت بھی علیؑ ہی کی اطاعت ہے
علیؑ کے روئے روشن پر نظر کرنا عبادت ہے
محبانِ علیؑ یہ بھی عبادت آج دیکھیں گے

جھلک ہے نورِ محبوب خدا کی روئے حیدرؑ میں
مسرت آفریں باتیں ہیں بزم ماہ و اختر میں
نبیؐ لے کر علیؑ کو اپنے آغوش مطہر میں
خدا نے دی ہے جو دولت وہ دولت آج دیکھیں گے

صنم خانے میں پھیلی وہ ضیائے نورِ ایماں ہے
گلِ بنتِ اسدؑ صحنِ حرم میں آج خنداں ہے
علیؑ کی ہر نظر گویا کلیدِ گنجِ عرفاں ہے
وہ آنکھیں کھول کر دُرِّ رسالت آج دیکھیں گے

ہے عرفانِ خدائے پاک کا پہلا یہی زینہ
بھرا ہے علم و حکمت سے ولی اللہ کا سینہ
سراپا ہیں علیؑ نیرؔ جمالِ حق کا آئینہ
نبیؐ اس آئینہ میں اپنی صورت آج دیکھیں گے

حسنؑ مجتبیٰ کی آمد

حسنؑ ابن علیؑ آئے ہیں دیں کی سروری لے کر
نویدِ دوستی لے کر پیامِ آشتی لے کر
چلو ہم بھی ذرا چل کر حسنؑ کے دست و پا چومیں
مزاجِ بوذری لے کر ادائے قنبری لے کر

حسنؑ مجتبیٰ

حسنؑ ابنِ علیؑ کا کیا شرف اللہ و اکبر ہے
زباں سے جو بھی فرمادیں وہی مرضیِ داور ہے
حسنؑ کی ذاتِ والا وہ خدا جسکا ثنا گر ہے
ولایت ہے شرف جسکا امامت جسکا جوہر ہے
حسنؑ کی صلح، صلحِ حق، حسنؑ کی جنگ، جنگِ حق
حسنؑ کا ہر عمل تفسیر کردارِ پیمبرؐ ہے
حسنؑ آیاتِ ربانی کی اِک تصویرِ ناطق ہیں
جو رمضاں میں ہوا نازل یہی قرآنِ داور ہے
بقائے دین کا ضامن ہے حسنؑ کا نفسِ پاکیزہ
حسنؑ کے جسمِ اقدس میں رواں، روحِ پیمبرؐ ہے
مناقب اس کے کیا لکھئے فضائل اسکے کیا کہئے
جو ہر افضل سے افضل ہے جو ہر بہتر سے بہتر ہے
یہی ہو زیرِ کسا بھی ہیں یہی دوشِ نبیؐ پہ تھی
جسے دیں دولتِ ایماں وہی سلمان و بوذر ہے

یہ فردِ صادقیں بھی ہیں یہ رکنِ پنجتن بھی ہیں
یہ سب جس گھر میں رہتے ہیں محمدؐ کا وہی گھر ہے

ہماری، دوحِ امرِ رب، اولی الامران میں سب کے سب
اطاعت انکی واجب ہر طرح بعدِ پیمبرؐ ہے

تدبر وہ کہ جو تدبیر بے شمشیر کا مالک
جو لشکر پاکے تنہا ہے جو تنہا ہو تو لشکر ہے

علیؑ کے دَور کی سازش معاویہ نے دہرائی
مگر انکارِ بیعت پھر جواب فتنہ پرور ہے

اسے صلحِ حسنؑ سمجھیں کہ صلحِ حدیبیہ
پیامِ صلح میں جس کی پیامِ امن مضمر ہے

مظالم جو حسنؑ پر ہو گئے اس سے ہوا ظاہر
مسلمانوں کے اندر بھی گروہِ کینہ پرور ہے

شہادت انکے حصے میں امامت انکے ورثے میں
چمک تاجِ نبوت میں ہے جس سے یہ وہ گوہر ہے

کروں کیا مدح اے نیرؔ قلم عاجز زباں قاصر
یہاں ہر لفظ کوزہ ہے فضیلت اک سمندر ہے

حسینؑ کی عظمت

ابنِ حیدرؑ وارثِ دارِ چادرِ تطہیر ہے
کفر کے ظلمتکدے میں دین کی تنویر ہے
مالکِ تسنیم و کوثر، سیدِ اہلِ جناں
کہتے ہیں جنت جسے شبیرؑ کی جاگیر ہے

ہیں حسینؑ ابنِ علیؑ لختِ دلِ ختمِ رسلؐ
وہ نبیؐ کا ہے عدو جو دشمنِ شبیر ہے
ہے سند ایمان کی دل میں ہے گر حبِ حسینؑ
ورنہ جنت خواب ہے اور خوابِ بے تعبیر ہے

چشمِ حق بیں سے ذرا دیکھے کوئی سوئے حسینؑ
کربلا اسلام کی اک خون بھری تصویر ہے
بعد ختم المرسلیں یہ منظرِ بغض و عناد
تا حدِ ذوقِ نظر شمشیر ہی شمشیر ہے

ایک ہی رنگ میں رنگے ہیں ناصرانِ دینِ حق
مختلف شکلیں ہیں لیکن ایک ہی تصویر ہے
عزمِ مستحکم کے پیکر حاملِ صبر و رضا
ان میں سے ہر اک کے سینے میں دلِ شبیرؑ ہے

دشمنیٔ شبیرؑ سے بڑھ کر ہے وہ جرمِ عظیم
عفو ممکن ہی نہیں جس کا یہ وہ تقصیر ہے
اُس سے آنکھیں شافعِ محشر نہ کیسے پھیر لیں
حق کی نظروں میں جو مجرم قابلِ تعزیر ہے

تسکین مصطفٰےؐ کیلئے

ہے مضطرب مہ شعباں بھی التجا کے لئے
خبر لئے ہے مسرّت کی مصطفٰےؐ کے لئے
ستارے لایا ہے کچھ پرچم وفا کے لئے
جُھکا ہے عجز سے شبّیرؑ کی ثنا کے لئے

حسینؑ وہ کہ جو رکھتا تھا بانکپن حسنیؑ
ادائے طفلی تھی پشتِ پیمبرِ مدنی
پسند تھی نہ خدا کو بھی جس کی دلشکنی
طویل سجدہ ہوا سبطِ مصطفٰےؐ کے لئے

منافقین کو کرنے دیا نہ من مانی
وہ لاکھ ہو گئے فتنّین دشمنِ جانی
قدم قدم پہ جلائی ہے شمعِ ایمانی
نفس نفس کو کیا وقف کبریا کے لئے

دکھائے راہِ حسینی ہمیں وہ ربِّ ودود
ہو گردِ راہِ محبت مرا ضعیف وجود
حسینؑ! ہے ترا دیوانہ میرا ذوقِ سجود
جبینِ شوق ہے بیتاب نقشِ پا کے لئے

وہ جس کے آگے سپر ڈال دی حکومت نے
وہ، لوہا مان لیا جس کا آمریت نے
حسینؑ نے جو کہا وہ کیا مشیت نے
دعا اثر کے لئے تھی اثر دعا کے لئے

بجز خدا کے نہیں ہے کسی بھی شے کو ثبات
جو دل کی آنکھ سے دیکھو کھلی ہے راہِ نجات
درِ حسینؑ سے ہم کو ملی یہ راز کی بات
بقا فنا کے لئے ہے، فنا بقا کے لئے

ہر ایک راہ نہیں ہے یہاں کی راہِ ثواب
یہ دلفریبیِ دنیا فقط ہے عالمِ خواب
حسینیت کی ہے تعلیم کا یہ لُبِّ لُباب
جیو خدا کے لئے اور مرو خدا کے لئے

حسینؑ سمجھے کہ ہیں پیچ و خم کہاں کتنے
جو ہمسفر ہیں تو ہیں اُن میں بدگماں کتنے
ملیں گے کونسی منزل پہ مہرباں کتنے
چُنا اُنھیں جو مناسب تھے کربلا کے لئے

حسینؑ ہی نے ہے سمجھا منافقت کا مزاج
ضرورت ایسے مسیحا کی پھر پڑی ہے آج
یزیدیت کا ہے نیرؔ حسینیت ہی علاج
دوا مرض کے لئے ہے مرض دوا کے لئے

حق نما

انقلابِ حق نما سیکھے کوئی شبیرؑ سے
جس نے لی نذرِ عقیدت ہر جوان و پیر سے
آج بھی پیشِ خدا باطل ذلیل و خوار ہے
حق ہے روشن نورِ الا اللہ کی تنویر سے —
اک رُخ شبیرؑ کا حیدرؑ، محمدؐ دوسرا
صورتیں دونوں نمایاں ایک ہی تصویر سے
موت کو شبیرؑ نے بخشا حیاتِ جاوداں
کھیلتا ہے عزمِ شبیریؑ سنان و تیر سے
سامنے جس کے جھکے لوح و قلم کی بھی جبیں
جو بھی وہ چاہے لکھالے کاتبِ تقدیر سے
وہ حسینؑ ابنِ علیؑ وہ سرفروشوں کا امام
ہر نفس وابستہ جسکا دین کی تعمیر سے